اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ۱؎

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی سالانہ للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ ترسیل زر محض بنام مینیجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۳ | مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۷ء | جمعہ | مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

المسیح

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ہیں بفضل خدا خیرو عافیت ہے ؛

میر قاسم علی صاحب و مہاشہ فضل حسین صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے ہیں ؛

مولوی عبد الرحیم صاحب نیر تبلیغ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں ؛

ملک کے امن و اتحاد کیلئے حضرت امام جماعت احمدیہ کی شبانہ روز مصروفیت

میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی مصروفیت یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے سفر شملہ کے بعد آپ کے لئے کچھ عرصہ آرام کرنا لازمی ہوگا۔ اگرچہ یہی جنس یہاں مفقود ہے۔ مختلف حصص ملک کے لیڈر آپ سے تبادلہ خیالات ضروری سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی رائے کو خاص وقعت سے دیکھ رہے ہیں ؛

ہندو مسلم اتحاد

ہندو مسلم اتحاد آپ کی بہت بڑی خواہش ہے۔ اور آپ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز سے اس مفید ملک تحریک کو جاری رکھا ہے سنہ ۱۹۲۶ء کے اکتوبر میں اس مشکل مسئلہ کو سلجھانے کے لئے آپ نے ایک زبردست تحریر شائع کی۔ جو دراصل ایک مکتوب تھا جو وائسرائے ہند کے نام لکھا گیا۔ میں ان ایام میں لنڈن میں تھا۔ لنڈن کے پولیٹیکل حلقوں میں اور ہندوستان سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے اس رسالہ کو بڑے شوق اور دلچسپی سے پڑھا۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی گتھی کو سلجھانے کے لئے اسے ایک اہم اور مفید دستاویز قرار دیا۔ مگر ہندوستان کی بدقسمتی کہیئے کہ اس پر اس وقت پوری توجہ نہ ہوئی۔ اب ملک کی حالت نے سب کی آنکھیں کھولدی ہیں اگست کی آخری تاریخوں میں ہندو مسلم اتحاد کی تحریک وائسرائے کی تقریر سے شروع ہوئی۔ اور اس کے لئے ایک ابتدائی جلسہ بھی ہوا۔ جیسا کہ قارئین الفضل کو معلوم ہے۔ اور ایک اپیل بھی لیڈروں کی طرف سے شائع ہوا ؛

ناگپور کا خونی واقعہ

اس اپیل کے شائع ہونے کے بعد جو عملی جواب دیا گیا۔ وہ ناگپور کے خونچکاں حالات سے ظاہر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی اس کے متعلق تار آیا۔ اور آپ نے مناسب موقعہ

صلح اور امن کو قائم کرنے اور مشتعل نہ ہونے کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے پوری ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اس قسم کے واقعات لیڈروں کو اتحاد کے لئے عملی کام کی طرف زیادہ زور سے توجہ دلا رہے ہیں ❖

۷ ستمبر کی کانفرنس

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اسی اتحادی کانفرنس کے لئے ایک جلسہ ۷ ستمبر بجلسہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا جس میں ہندو و مسلمانوں کے مطالبات اور اسباب تنازعات پر تبادلہ خیالات کر کے تصفیہ کرنا قرار پایا تھا حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے مطالبات لکھ کر اور چھاپ کر تمام ہندو مسلم لیڈروں کو بھیج دئے تھے ❖

مسلمانوں کی مجلس مشاورت

۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کو مسلمان لیڈروں کی غیر ضابطہ میٹنگ ہندو صاحبان کے مطالبات اور اپنے مطالبات پر غور کرنے کیلئے ہوئی لیکن وہ کسی نتیجہ پر نہ آسکی۔ اس لئے ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ۱۲ بجے ایک اور اجلاس مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی کے کمرہ میں ہوا جس میں ہندوؤں کے مطالبات یا اسباب تنازعات پر غور کیا گیا۔ ہندو صاحبان نے اپنے مطالبات کی جو فہرست دی ہے۔ گو اس کا نمبر بیس اکیس ۲۱ سے کم نہیں۔ لیکن دراصل وہ چند امور ہیں۔ جو مذہبی مراسم و رواجات پر مشتمل ہیں مثلاً ذبح گاؤ اور لحم البقر کی فروخت کی دکانوں کا سوال۔ مسجدوں کے آگے باجہ نوازی کی بحث۔ شدھی اور سنگٹھن کا جھگڑا غرض اسی قسم کے مسائل انہوں نے پیش کئے ہیں کسی سیاسی مسئلہ کو نہیں چھیڑا۔ اس اجلاس میں ان مسائل پر غور کر کے ایک ایسا طریق مستقیم تجویز کرنا تھا۔ جو اس روز شام کی ہونے والی مجلس میں پیش کیا جاسکے۔ کچھ عرصہ تک مسلمان لیڈر تبادلہ خیالات کرتے رہے حضرت خلیفۃ المسیح بھی اس مجلس میں مدعو تھے۔ اور ان مسائل پر آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے سوال مندرجہ چٹھی وائسرائے میں پوری روشنی ڈالدی ہوئی ہے۔ تاہم اس وقت بھی مناسب موقعہ آپکی ہدایت کے ماتحت تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور چند گھنٹوں میں صرف چار امور طے ہو سکے ❖

ہندو مسلم اتحاد کی مجلس مفاہمت

مجلس کے نظم اور ضبط کو دیکھکر میں احمدی جماعت کے ضبط کی عزت کا ایک خاص جذبہ محسوس کرتا تھا۔ چونکہ پانچ بجے شام کو شملہ کے برہم مندر میں مجلس مفاہمت قرار پائی تھی۔ اس لئے وقت مقررہ پر ہم اس مندر میں پہونچے۔ شملہ کا برہم مندر ایک پر فضا جگہ پر واقع ہے۔ اور اس کے ہال میں ایک سو کے قریب آدمیوں کی گنجائش ہے۔ یہ جلسہ مسٹر محمد علی جناح کی صدارت میں ہوا۔ ابتدائی تقریر سر محمد شفیع نے کی جس میں ملک کی موجودہ حالت پر اظہار افسوس کے بعد اس کو فضائے امن سے تبدیل کرنے کی تحریک کی۔ اور بتایا کہ بہتر یہ ہوگا۔ کہ پہلے ہندو صاحبان کے مطالبات پیش ہوں مسٹر جناح نے اپنی تقریر میں جلسہ کے ضبط کو قائم رکھنے کے لئے اپنی پوزیشن کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ وہ ہر شخص کو پورا موقعہ اظہار خیالات کے لئے دیں گے۔ ابتدائی امور کے اظہار کے بعد مطالبات پیش کر کے انہوں نے امور مشترکہ کو مختصر کر کے دس امور قابل بحث قرار دئے۔ قریب تھا کہ یکے بعد دیگرے ان امور پر تبادلہ خیالات شروع ہو جاتا۔ کہ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے یہ سوال اٹھایا۔ کہ اس مجلس میں صرف معاشرتی اور مذہبی امور پر گفتگو کی جاوے۔ سیاسی مطالبات پر کوئی بحث نہ ہو۔ اس سوال نے مجلس کی فضاء کو بدل دیا۔ اور اس پر ایک بحث کا دروازہ کھل گیا۔ مسلمانوں کی مجلس مشاورت ہی میں فسادات گیودہ کی تاریں آچکی تھیں جس میں مسلمانوں کی بے کسی بے بسی اور گھروں کے جلائے جانے کے واقعات کا تذکرہ تھا۔ سر شفیع نے اس مجلس میں ان تاروں کا بھی ذکر کیا۔ اور پڑھ کر سنائے جس پر توقع کی جاتی تھی۔ کہ صلح و امن کی یہ مجلس فوراً اگر کوئی ڈیپوٹیشن بھیجنا تجویز نہ کریگی تو کم از کم ایک مشترکہ اپیل ناگپور کے ہندو مسلمانوں کے نام بھیجیگی۔ اور ان واقعات پر اظہار افسوس کریگی۔ مگر ان تاروں پر اس سے زیادہ اور کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ کہ مالوی صاحب نے تو اظہار افسوس کیا اور ڈاکٹر مونجی نے کہا کہ جب تک میرے تار کا جواب نہ آجائے۔ اس وقت تک صبر سے انتظار کیا جاوے غرض ڈاکٹر نارنگ کے سوال نے فضا کو بدلدیا۔ اور تھوڑی دیر کیلئے مجلس اتحاد کی صورت ایسی ہو گئی۔ کہ ایک وقت تو خیال ہو رہا تھا۔ کہ یہ مجلس اتحاد نبرد آزمائی کا مظاہرہ ہو جائیگی۔ مولوی ظفر علی خانصاحب ایڈیٹر زمیندار نے تقریر شروع کی تھی۔ اور انہوں نے مسٹر سری نواس آئنگر کی گفتگو کا جو انہوں نے گزشتہ مجلس مفاہمت میں ان سے کی تھی۔ حوالہ دیا۔ مولوی ظفر علی خان صاحب کو غلط فہمی ہوئی۔ یا انہوں نے صحیح سمجھا۔ اس پر میں بحث نہ کروں گا۔ اس لئے کہ میں صرف واقعات سے آگے جانا نہیں چاہتا۔ اس تقریر سے ہندو احباب میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے مولوی ظفر علی خانصاحب سے اپنے الفاظ واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ اور بعض نے اس پر آداب جلسہ کے خلاف زبان درازی بھی کی قابل پریسیڈنٹ نے امن اور ضبط کو قائم رکھا۔ اور کوئی بات زبانی تکرار سے آگے بڑھنے نہ پائی۔ اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی امر طے نہ ہو سکا۔ اور ایک مطالبہ بھی زیر بحث نہ آسکا۔ تین چار گھنٹے کی بے سود بحث نے امید کو مایوسی سے بدلنا چاہا۔ ہندو اصحاب کا اس پر اصرار تھا۔ کہ اس مجلس مفاہمت و اتحاد میں مسلمانوں کے سیاسی مطالبات پر ہرگز بحث نہ ہو۔ بلکہ انکو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا جائے۔ پہلے ملک میں صرف ہندوؤں کے مطالبات کا جو محض اخلاقی۔ مذہبی اور معاشرتی ہیں۔ فیصلہ ہو جانے تاکہ اچھی فضا پیدا ہو سکے۔ لیکن بعض ہندو لیڈروں نے جو اپنی صاف گوئی کے لئے ضرور قابل قدر ہیں۔ جیسے مسٹر سری نواس آئنگر اور مسٹر گو سوامی انہوں نے صاف کہا کہ مسلمانوں کے سیاسی مطالبات کا بھی ابھی تصفیہ ہونا چاہیئے۔ اگرچہ دوسرے بعض ہندو لیڈروں کو یہ پسند نہ تھا۔ ایک موقعہ پر ڈاکٹر مونجی نے مسٹر گو سوامی کو اس صاف گوئی پر بری طرح ڈانٹا بھی آخر بڑی رد و کد کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ ایک مشترکہ سب کمیٹی مقرر کی جائے جو اس مجلس کیلئے ایجنڈا تیار کرے۔ اس سب کمیٹی میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی نامزد ہوئے۔ اس پر ۷ ستمبر کی میٹنگ ختم ہو گئی۔ اس جلسہ کو پریسیڈنٹ نے جس قابلیت اور حسن تدبیر سے کنڈکٹ کیا۔ وہ ہر طرح سے قابل تحسین ہے۔ سر عمر حیات خاں صاحب باقاعدہ نے اپنی تقریر سے ایک لطف پیدا کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب نئے رنگروٹ بھرتی کئے جاتے ہیں تو وہ اپنی مشق کے لئے لڑائی کا ایک جوش رکھا کرتے ہیں۔ اس تمہید کے ساتھ انہوں نے مالوی جی کی طرف روئے سخن کر کے کہا کہ آپ اپنے والنیٹر ہٹالیں جنگ ختم ہو جائیگا۔

۸ ستمبر کی کارروائی

یہ قرار پایا۔ کہ ۸ ستمبر ۱۹۲۷ء کی صبح کو ۹ بجے اس سب کمیٹی کا اجلاس ہو اور ۵ بجے حسب معمول یہی مجلس اتحاد اس ایجنڈا پر غور کرنے کو اجلاس کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح قرارداد کے موافق وقت مقررہ پر سیسل ہوٹل میں جو اس مقصد کے لئے مقرر کیا گیا تھا تشریف لے گئے لیکن کوئی اجلاس نہ ہو سکا۔ اور ممبران سب کمیٹی جمع نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے سربر آوردہ لیڈروں کے لئے یہ قابل تعریف نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ ایسے نازک وقت میں اپنی ذمہ داری کے احساس میں سہل انگاری سے کام لیں۔ مسلمان لیڈروں نے وقت کو غنیمت سمجھ کر یہ فیصلہ کیا کہ ہندو صاحبان کے مطالبات پر تبادلہ خیالات اور مشورہ کرلیں۔ چنانچہ ساڑھے بارہ بجے ان کی مجلس مشاورت کا پھر اجلاس ہوا۔ آج سر رحیم بخش صاحب اس جلسہ کے میر مجلس تھے۔

بھوپالی تار

اس جلسہ کے آغاز ہی میں ڈاکٹر انصاری صاحب نے نواب صاحب بھوپال کی ایک تقریر کا خلاصہ جو بذریعہ تار ان کے پاس بھیجا گیا تھا۔ پڑھا اور اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ بھوپال کا تار بھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے اپنی ہر قسم کی ہمدردی کے اظہار پر مشعر پڑھا۔ اور تحریک کی کہ ریاست بھوپال کے جدید و قدیم فرمانرواکی اس ہمدردی اور ہر گونہ اعانت سے فائدہ اٹھایا جائے کچھ عرصہ تک اس پر بحث جاری رہی۔ کہ یہ تار آج کے مشترکہ اجلاس میں پیش ہوں۔ اور مشترکہ شکریہ کی چٹھی بھیجی جائے لیکن جب یہ راز افشا ہوا کہ یہی تار ہندو لیڈروں کو بھی بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ غالباً ان کے پاس پہونچ چکے تھے۔ اور انہوں نے ان کے متعلق کل کے اجلاس میں ذکر تک نہیں کیا۔ تو گونہ افسوس ہوا۔ آخر یہ قرار پایا کہ چونکہ مسٹر جناح جو اس مجلس اتحاد کے میر مجلس ہیں۔ ان کے پاس بھی تار آچکا ہے اس لئے یہ ان پر چھوڑ دیا جائے۔ کہ وہ پیش کریں۔ یا نہ کریں۔ مگر اس مجلس کی طرف سے شکریہ بھیجدیا جائے۔ چنانچہ مسٹر عبداللہ یوسف علی صاحب شکریہ کا مسودہ تیار کرنے پر مامور ہوئے۔ اور انہوں نے وہیں قلم برداشتہ مسودہ لکھکر میر مجلس کے حوالہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۷ء

"ستیارتھ پرکاش" کی پوزیشن آریہ سماج میں

پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج کی مصنفہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" کی سخت دل آزار خلاف امن۔ اور خلاف حکومت تحریروں کے خلاف ہم نے عیسائیوں یہودیوں مسلمانوں۔ اور خود ہندوؤں کی طرف سے جو آواز اٹھائی ہے۔ اور گورنمنٹ کو اسے ضبط کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے متعلق آریہ صاحبان سب سے بڑا عذر یہ پیش کر رہے ہیں کہ آریہ سماج میں "ستیارتھ پرکاش" کی وہی پوزیشن ہے جو مسلمانوں میں قرآن کریم کو حاصل ہے۔ اور اگر ستیارتھ پرکاش کو ضبط کیا جائے گا تو پھر قرآن بھی نہیں بچ سکتا۔ مگر یہ ان کا قطعاً غلط عذر ہے۔ آریہ سماج نے آج تک نہ کبھی پنڈت دیانند صاحب کو ملہم یعنی الہام پانے والا قرار دیا ہے۔ اور نہ وہ اب انہیں ایسا سمجھتی ہے۔ پھر ان کی تصنیف کردہ کتاب کو اس مقدس کتاب سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جسے مسلمان خدا کا کلام یقین کرتے۔ اور جس کے لانے والے کو منزہ عن الخطاء سمجھتے ہیں۔

پنڈت دیانند جی کو آریہ سماج کیا سمجھتی ہے۔ اور مذہبی لحاظ سے ان کی کتنی قدر و قیمت جانتی ہے۔ اس کا اندازہ پنڈت لیکھرام صاحب کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے:۔

"کوئی آریہ ان پنڈت دیانند صاحب کو گورو نہیں مانتا۔ آریہ دھرم یا ویدک ہدایت کے پرچارک [illegible] دھرم کے پرکاشک۔ سوامی جی صرف [illegible] ہے۔ اور ایک واجبی آداب والقاب [illegible] ایک غریب درویش تھے"۔

کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۶۳

یہ اس [illegible] کا بیان ہے۔ جو آریوں میں پنڈت دیانند جی کے بعد دوسرا درجہ رکھتا ہے اور جسے "شہید اکبر" کہا جاتا ہے اب صاف ظاہر ہے کہ ایک پرچارک۔ سنیاسی اور غریب درویش کی قطعاً یہ پوزیشن نہیں ہے۔ کہ جو کچھ وہ لکھ گیا۔ اسے الہامی کتب کا پایہ حاصل ہو گیا۔ اس کی تحریریں ایک مصنف اور متعصب پرچارک کی تصنیف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

سمجھ نہیں آتی۔ "ستیارتھ پرکاش" کے مقابلہ میں آریہ قرآن شریف کو کس عقل و سمجھ سے لاتے ہیں۔ کیا اس "ستیارتھ پرکاش" کو قرآن شریف کے بالمقابل رکھا جا رہا ہے۔ جس میں تغیر و تبدل کرنے کی ضرورت اس کے مصنف کو ہی پڑی۔ اور وہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں اس کی اصلاح کے لئے مجبور ہو گئے۔ پھر کیا اس ستیارتھ پرکاش کی ضبطی کے سوال پر قرآن کریم کی ضبطی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جس کے ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ کمی بیشی کر دی جاتی ہے۔ اور ایک ایڈیشن دوسرے سے نہیں ملتا۔ اگر یہی ستیارتھ پرکاش کی حقیقت ہے اور واقعہ میں یہی ہے۔ تو آریہ صاحبان بتائیں۔ وہ قرآن شریف جسے ہم نہ صرف کسی انسان کی تصنیف نہیں سمجھتے بلکہ خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسا۔ جس میں باوجود تیرہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گذرنے کے ایک لفظ چھوڑ ایک حرف اور ایک نقطہ کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ اس کے سامنے ستیارتھ پرکاش کا ذکر ہی کیا ہے۔

آریہ صاحبان یقیناً اس بات سے ناواقف نہیں۔ کہ مسلمان اپنے مذہب کی بنیاد قرآن کریم پر سمجھتے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے مقابلہ میں آریوں کی طرف سے وہی کتاب پیش کی جا سکتی ہے۔ جس پر آریہ سماج کی بنیاد ہو۔ "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے مطالبہ پر آریہ صاحبان جو چاہیں اس کے متعلق کہیں۔ لیکن پنڈت لیکھرام صاحب صاف الفاظ میں لکھ گئے ہیں۔

"آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے اور کسی کتاب پر نہیں"۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۰۵

پس "ستیارتھ پرکاش" خود آریوں کے نزدیک بھی ایسی پوزیشن نہیں رکھتی جس پر ان کے مذہب کا مدار ہو۔ اور جسے وہ الہامی یا کم از کم کسی ایسے انسان کی تصنیف قرار دیتے ہوں۔ جو کوئی خاص امتیاز رکھتا ہو۔ آریہ سماج بالفاظ پنڈت لیکھرام پنڈت دیانند کو جو کچھ سمجھتی ہے وہ یہ ہے:۔

"اہالیانِ آریہ سماج تو سوامی جی کو خدا یا خدا کا اوتار یا پیغمبر نہیں مانتے۔ بلکہ اچاریہ یا اپدیشک جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ ابتدائی زندگی سے کبھی مورتی پوجک۔ کبھی طالب علم کبھی بنیا کبھی ویدانتی رہے"۔ کلیات صفحہ ۵۶۸

پس آریوں کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی بحث میں قرآن کریم کا نام لیں۔ اور گورنمنٹ کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس وقت آریہ خواہ کچھ کہیں۔ ان کا ستیارتھ پرکاش کے متعلق اصل عقیدہ وہی ہے۔ جو پنڈت لیکھرام کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

آریوں کی شرانگیز غلط بیانی

"آرین پبلسٹی بورڈ لاہور" کی طرف سے ایک تازہ پوسٹر "احمدیوں کی طرف سے قتل و خونریزی کی کھلی تلقین" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس کی ہر جگہ کثرت سے اشاعت کی گئی۔ اور دیواروں پر لگایا گیا ہے۔ اس میں اخبار "لائٹ" ۱۶ اگست کے بعض اقتباسات نقل کئے گئے ہیں۔ چونکہ اخبار مذکور کی اسی اشاعت کے متعلق گورنمنٹ نے ایڈیٹر پرنٹر اور پبلشر پر مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اس بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اخبار "لائیٹ" غیر مبائعین کا اخبار ہے۔ جن کی تعداد جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہے۔ ان کے اخبار کی بنا پر "قتل و خونریزی کی کھلی تلقین" کو "احمدیوں کی طرف" منسوب کرنا آریوں کی نہایت ہی شرانگیز غلط بیانی ہے۔ احمدی اپنے امام کی ہدایات اور ارشادات کے ماتحت نہ صرف ہر قسم کے تشدد کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس بات کی نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں کہ اہل ہند ایک دوسرے کے خلاف سختی اور تشدد سے بالکل دست بردار ہو جائیں۔ اور تمام معاملات رواداری اور آشتی کے ساتھ طے کئے جائیں۔ پس جس جماعت کو اس کے مقدس رہنما کی طرف سے یہ تعلیم دی جاتی ہو۔ اور جو اس تعلیم پر عمل کرنے میں رات دن لگی ہوئی ہو اس کے خلاف قتل خونریزی کی تلقین کا الزام نہایت ہی جھوٹا اور غلط الزام ہے۔ جس پر آریوں کو شرمانا چاہیئے۔

الفضل کا منتقلی ایڈیشن

الحمد للہ الفضل کے منتقلی ایڈیشن کو جو ماہ گزشتہ کے آخر میں شائع ہوا ہے۔ احباب اور بزرگان کرام نے قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا۔ اور خاکسار ایڈیٹر کی اس کے متعلق بہت کچھ حوصلہ افزائی کی ہے۔ جس کے لئے میں بہت ہی ممنون ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ منتقلی ایڈیشن ہر ماہ میں نہ صرف باقاعدہ شائع ہو۔ بلکہ ہر نمبر پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ مگر یہ اہل قلم اور اہل علم اصحاب کی توجہ فرمائی پر منحصر ہے۔ احباب کرام اس خاص نمبر کے لئے ابھی سے مضامین لکھ کر ارسال فرما دیں۔ کیونکہ ۲۰ ستمبر سے ستمبر کے آخر میں شائع ہونے والے پرچہ کی لکھائی شروع کرادی جائے گی۔ امید ہے۔ کہ احباب جلد توجہ فرمائیں گے۔

ماہ اگست کے منتقلی ایڈیشن کو جس قدر پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق دو تین خطوط درج ذیل ہیں۔

برادر دلنواز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الفضل ۳۰ اگست کا پہنچا۔ دل شاد ہو گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ تمام مضامین نہایت پسندیدہ و برمحل ہیں۔ آپ کی محبت کہ آپ نے اس پرچہ کے مضامین نگاروں میں اینچ تان کر مجھے بھی شامل کر ہی لیا۔ ورنہ میرے اشعار اس پرچہ کے مناسب تو نہ تھے۔ میں نے آپکے زمانے کے مطابق جو نظم لکھی تھی۔ وہ بہت دیر میں پہنچی۔ غالباً اس لئے رہ گئی۔ وہ بہت عجلت میں لکھی تھی۔ اگر موقع مل گیا۔ تو نظر ثانی کر کے دوبارہ ارسال کروں گا۔ (حافظ سید مختار احمد سکرٹری انجمن احمدیہ شاہجہانپور)

اخویم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منتقلی ایڈیشن موتیوں میں تولنے کے قابل۔ سنہری حروف میں لکھنے کے لائق آنکھوں سے لگانے والا پرچہ ہے۔ سبحان اللہ جس قدر تعریف کروں کم ہے۔ مگر سیا نہیں جا سکتا۔ جلد نہیں بندھ سکتی۔ اس حالت کو دیکھ کر آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں۔ - - - - - - - - - ۔ اس لئے آئندہ منتقلی پرچہ اس سے پورا نصف کر دیجئے۔ سلوائے کٹوائے اور ۲ کے بجائے ۲ یا ۲۰ قیمت کر دیجئے۔ مجھے دس کے بجائے ۲۰ روانہ کر دیجئے۔ اعلیٰ لکھائی چھپائی نہ کر سکو تو کم از کم موجودہ کاغذ لکھائی چھپائی بھی ہمیں منظور ہے مگر کتابی صورت میں تو کر دو۔

(ڈاکٹر شفیع احمد بی ایچ ڈی۔ دہلی۔)

آجکل غیر احمدیوں میں بھی "الفضل" شوق سے پڑھا جا رہا ہے۔ اور کیوں نہ ایسا ہو۔ جبکہ اس میں سراسر مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کی طرف دلی ہمدردی سے توجہ دلائی جا رہی ہے۔ منتقلی ایڈیشن ماشاء اللہ بہت کامیاب نکلا ہے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین لیکر آیا ہے۔ میں اس کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ براہ مہربانی اب منتقلی ایڈیشن جاری رکھیئے گا۔ فقط والسلام

(خاکسار سید فضل الرحمن از منصوری)

سفر میں ضرورت احتیاط

حال ہی میں ایک مسلم خاتون کے ظالمانہ قتل کے روح فرسا واقعات کا ذکر اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ مقتولہ لاہور سے اپنے خاوند اور دیگر اعزہ کی معیت میں بمبئی میل کی سیکنڈ کلاس میں پشاور جا رہی تھیں۔ خاوند نے جہلم کے سٹیشن پر انہیں پانی پلایا۔ اس جگہ دیگر مستورات کے اتر جانے کی وجہ سے وہ اکیلی رہ گئیں۔ جب گاڑی گوجرخان جا کر ٹھیری۔ تو خاوند نے کمرہ کو خالی پایا۔ بہت تلاش کی گئی۔ مگر بے سود۔ پانچ بجے شام سٹیشن ماسٹر دینا نے جو جہلم سے صرف پانچ سٹیشن آگے ہے۔ بذریعہ تار اطلاع دی۔ کہ ایک زنانہ لاش ریلوے لائن پر پڑی ہے۔ عجیب حیرت کی بات ہے۔ کہ مقتولہ کے زیورات بھی ایک رومال میں بندھے ہوئے اسی کمرہ میں پشاور کے ایک پولیس سارجنٹ کو مل گئے۔

یہ واقعہ بلحاظ نوعیت نہایت ہی خطرناک ہے یعنی ٹرین میں دن کے بارہ بجے اور پھر اتنے تھوڑے سے وقفہ کے اندر قتل کا واقعہ نہایت ہی حیران کن اور سبق آموز ہے۔ اسلام نے مستورات کے متعلق سفر میں احتیاط ملحوظ رکھنے کی جو تاکید کی ہے۔ آجکل مسلمان اس سے سخت لاپرواہی برتتے ہیں اور بہت خطرناک نقصان اٹھاتے ہیں۔ چاہیئے۔ کہ سفر کی حالت میں خصوصاً جبکہ مستورات کا ساتھ ہو نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا جائے۔ اور اگر زنانہ کمرہ میں کوئی اور زنانہ ہمراہی مسافر نہ ہوں۔ تو خود وہاں جا کر بیٹھ جانا چاہیئے۔

اخبار لائٹ کے خلاف مقدمہ

اخبار لائٹ کے خلاف ہندو مہا سبھا نے بلکہ دوسری سماجوں نے اور لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر مونجے سے لیکر مہاشہ "پرتاپ" اور "ملاپ" تک نے جو شور مچا رکھا تھا۔ آخر رنگ لے آیا۔ اور گورنمنٹ نے ایڈیٹر مولوی یعقوب خان صاحب بی اے پرنٹر سراج الدین صاحب اور پبلشر رحمت خان صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا۔ اس بات کا فیصلہ تو عدالت کریگی۔ کہ لائٹ ۱۷ اگست کا پرچہ کہاں تک قانون کی زد کے نیچے آتا ہے۔ مگر تمام چھوٹے بڑے آریوں اور ہندوؤں نے لائٹ کے خلاف شور مچانے میں جو حصہ لیا۔ وہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی سبق آموز ہے۔ وہ مسلمان جو نہایت ضروری سے ضروری اور اہم سے اہم امور کے متعلق بھی پورے طور پر متحد ہونے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ انہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ آریہ ہندو معمولی باتوں کو اپنے اتحاد سے کس قدر اہمیت دے سکتے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب "لائیٹ" نے سکھوں کے متعلق اپنے ایک مضمون کی تشریح کرتے ہوئے جو الفاظ لکھے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ وہ قانونی کارروائی کا پورے استقلال اور مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ "اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی کارروائی کی جائے۔ تو ہمیں اس میں خوشی اور مسرت محسوس ہوگی۔ کیونکہ پھر ہندو پروپیگنڈا کی تمام بدترین صورتیں اور حرکات روشنی میں آجائیں گی۔"

اب جبکہ قانونی کارروائی شروع ہو چکی ہے ہم لائٹ کی کامیابی کی دعا کرتے ہوئے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی طرف سے پوری پوری جدوجہد کریں گے۔

آرین پبلسٹی بیورو کے خلاف

قانونی کارروائی کا مطالبہ

ورتمان کے خلاف حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو اشتہار شائع کیا تھا۔ اس کی بناء پر آریہ اخبارات ایک لمبے عرصہ تک نہایت خلاف تہذیب اور گندے الفاظ حضرت اقدس کے خلاف استعمال کرتے ہوئے گورنمنٹ سے بار بار یہ مطالبہ کرتے رہے۔ کہ اس کی وجہ سے مقدمہ چلایا جائے۔ کیونکہ اس میں وہی عبارتیں نقل کی گئی ہیں۔ جن کی بناء پر "ورتمان" پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو آریوں کا یہ مطالبہ نہایت بیہودہ اور لغو تھا۔ لیکن وہ چونکہ اس پر بہت زور دیتے رہے ہیں۔ اس لئے ان کے تسلیم کردہ جرم کی بناء پر ہمیں یہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ گورنمنٹ نے جب لائٹ کے ۱۷ اگست کے پرچہ کی بناء پر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر لائٹ پر مقدمہ چلا دیا ہے۔ تو اسے آرین پبلسٹی بیورو لاہور پر بھی مقدمہ چلانا چاہیئے۔ جس نے لائٹ کے اقتباسات پوسٹر کی صورت میں چھاپ کر ملک میں شائع کئے۔ اور جہاں جہاں لائٹ کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا۔ وہاں اس نے اپنے پوسٹر کے ذریعہ شورش پیدا کی۔ کیا آریہ اخبارات ہمارے اس مطالبہ پر ہماری تائید کریں گے۔ اور گورنمنٹ کو اسی طرح اس پوسٹر کے خلاف کارروائی کرنے کی تحریک کریں گے۔ جسطرح ورتمان کے متعلق جو پوسٹر تھا۔ اس کے خلاف کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ شملہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اسلامی حقوق کی حفاظت کی عملی تدابیر میں شبانہ روز اس قدر مصروف و منہمک ہیں۔ کہ باوجودیکہ حضرت ام المومنین شملہ میں موجود ہیں۔ آپ کو انکی خدمت میں بھی بہت ہی کم جانے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور رات کو ایک اور ۲ بجے تک مصروف کار رہنا ایک معمولی امر ہو گیا ہے۔ چہل قدمی جو آپ کی صحت کے لئے خصوصاً مفید ہے۔ اس کے لئے وقت ہی نہیں رہا۔ اور ان تمام امور کا صحت پر بھی برا اثر پڑ رہا ہے۔

یکم ستمبر کو آپ نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ اور حالات حاضرہ پر تبادلہ خیالات کر کے قومی اور ملکی ضرورتوں کو پیش کیا۔ وائسرائے بہادر کو ہندو مسلمانوں کے مناقشات اور فسادات کی وجہ سے غیر معمولی توجہ ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ ملکی فضاء امن سے بدل جائے۔ اس لئے کہ بغیر اس کے ہندوستان ترقیات کے راستے سے دور جا پڑیگا۔

اتحادی کانفرنس کیلئے یادداشت

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کی اتحادی کانفرنس کے لئے ایک میمورنڈم تیار کر کے تمام ہندو مسلم لیڈروں کو بھیج دیا ہے۔ تاکہ وہ اس پر اچھی طرح سے غور کر لیں۔ یہ میمورنڈم امن کی ضمانت ہو گا۔ اگر اس پر پورے طور پر عمل کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس میمورنڈم میں مسلمانوں کے جائز اور صحیح مطالبات کو پیش کیا ہے۔ اور یہ خدا کا شکر ہے کہ ملک سے وہی آواز اٹھ رہی ہے۔ آپ نے مسلم ممبران اسمبلی کو جو اس کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں۔ صاف طور پر بتا دیا ہے کہ ان کی ذاتی رائے خواہ کچھ بھی ہو لیکن ان کا اخلاقی اور منصبی فرض یہ ہے کہ وہ اس مطالبہ اور خواہش کی تائید کریں۔ جو اس جماعت یا حصہ ملک کا ہے جس نے ان کو اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے۔ آپ کے اس مطالبہ پر فہیم اور نکتہ رس [illegible] نے اقرار کر لیا ہے کہ وہ اس اصول کو ہاتھ سے نہ دینگے حضرت خلیفۃ المسیح مسلمانوں کی بہبودی اور فلاح کے مطالبات [illegible] کے لئے تیار نہیں بایں ہمہ ہندو مسلم اتحاد کے [illegible] کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور جب یہ اطلاع آئی کہ ریاست الور میں [illegible] آپ کو اس خبر کے [illegible] سیکرٹری [illegible] ہدایت دی۔ چنانچہ [illegible] خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ اور پوری کوشش کی جاویگی۔ کہ اسلامی مذہبی مدارس بند نہ ہوں۔ اس لئے کہ مسلمانوں میں جب تک مذہبی تعلیم نہ ہو گی۔ وہ اپنے مذہب کی حقیقت سے واقف اور باخبر کیونکر رہیں گے۔ اور علوم اسلامیہ کا احیاء و بقا اسلام کی زندگی اور مسلمانوں کی حیات کے لئے لازمی اور ضروری ہے اس مقصد کے لئے ضرورت ہے کہ انفرادی کوششوں کی بجائے متحدہ کوشش سے کام لیا جاوے۔ ہز ہائنس مہاراجہ الور کو ان کے مقام اور مرتبہ کی اہمیت کے لحاظ سے توجہ دلائی گئی ہے۔ عنقریب ضرورت ہوئی تو اس خط و کتابت کو شائع کر دیا جائیگا امید کی جاتی ہے کہ یہ تصفیہ آسانی سے انشاء اللہ طے ہو سکے گا۔

تیراہ میں شیعہ سنی کا فساد

تیراہ میں شیعہ سنی کا جو فساد حال میں ہوا ہے اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بہت بے قرار کیا۔ اس لئے کہ اس وقت جبکہ مسلمانوں میں ایک غیر منفک اتحاد اور اخوت کے احیاء کی ضرورت ہے اور ہر قسم کے اندرونی تنازعات کو چھوڑ دینا لابدی ہے۔ یہ فساد جس کے وجوہ اور اسباب سے ہم ابھی واقف نہیں۔ ایک افسوسناک صدمہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فوراً ضروری ہدایات قیام امن اور مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے نافذ کیں۔ اور شیعہ اور سنی کمیونٹی کے لیڈروں اور مجتہدین اور پریس کو برقی پیام کے ذریعہ اپنے ارادوں سے واقف کیا۔ اور ایک اپیل اتحاد امن کے لئے شائع کی (جو الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔) اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ نے کس درد دل سے اس تکلیف کو محسوس کیا ہے۔ اور قیام امن اور امداد مجروحین و مظلومین کے لئے آپ نے ہر قسم کی ممکن مدد کا اعلان فرمایا ہے۔ اور مستقل امن کے لئے نہایت صحیح مشورہ دیا ہے۔ آپ اس خبر سے اس قدر متاثر تھے۔ کہ ٹیلیفون پر پشاور کی جماعت کو مناسب ہدایات بھیجیں۔ اور قیام امن کے لئے برابر ہدایات بھیج رہے ہیں۔

مصیبت زدگان گجرات کی امداد

حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت تو اس شعر کی مصداق ہے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کاٹھیاواڑ گجرات میں سیلاب نے جو نقصان پہنچایا ہے اخباربین حضرات اس سے ناواقف نہیں۔ یہ سیلاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا کرتے اور ہمارے ایمان کو بڑھاتے ہیں۔ لیکن مخلوق خدا کی تباہی اور خانہ بربادی کسی دردِ دل رکھنے والے کو قرار نہیں لینے دیتی۔ ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ان مصائب اور مشکلات سے متاثر ہیں جو مسلمانوں پر سیاسی اور مذہبی رنگ میں آرہی ہیں۔ دوسری طرف اس مصیبت عامہ نے آپکو دردمند بنایا۔ ان سیلاب زدگان کی امداد کے لئے آپ نے اپنی جیب سے دو سو اور بعض دوسرے احباب کے چندہ کے ستر روپیہ شامل کر کے دو سو ستر روپیہ ان کی امداد کے لئے روانہ کئے ہیں۔ اس سے جماعت احمدیہ کے امام کی ہمدردانہ روح ظاہر ہے۔ کہ وہ عام مصیبت میں ہمدردی کے لئے کسی قوم اور فرقہ کا خیال نہیں کرتا۔ اور یہی روح وہ اپنی جماعت میں پیدا کر رہا ہے۔

انجمن علم و ادب کے ایک جلسہ میں

۴ ستمبر ۱۹۲۷ء کو انجمن علم و ادب شملہ کا ایک علمی جلسہ مشاعرہ کی صورت میں ہوا حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے خدام بھی اس جلسہ میں مدعو تھے حضرت نے علم و ادب کی سرپرستی کے لئے اپنی شمولیت ضروری سمجھی۔ چنانچہ آپ جلسہ میں تشریف لے گئے۔ مختلف حصص ملک سے نامور شاعر اور ادیب شریک جلسہ ہوئے۔ اور عمائد ملک نے حصہ لیا۔ سر عمر حیات خاں صاحب بالقابہ اور سر عبد القادر صاحب کے علاوہ اور بھی بہت سے معززین اور رؤسا شریک تھے۔ میں شاعر نہیں اور شاعرانہ حیثیت سے جلسہ میں پڑھی گئی نظموں پر تنقید میرا کام نہیں۔ بانیان جلسہ نے نہایت احترام کے ساتھ حضرت کا خیر مقدم کیا۔ اور تبرکاً آپ کا کلام پڑھا جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ میاں عبد الرحمٰن صاحب پشاوری قادیانی نے جب آپ کی یہ نظم پڑھی۔

ساغرِ حسن تو پُر ہے کوئی میخوار بھی ہو
ہے وہ بے پردہ کوئی طالبِ دیدار بھی ہو

تو مجلس پر عالم وجد طاری ہو گئی۔ ہر طرف سے مرحبا اور تحسین کا اظہار ہو رہا تھا۔ ایک کیفیت تھی جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ یہ نظم ادب اور شاعرانہ نقطہ خیال سے بلند پایہ سمجھی گئی۔ اور اپنے مفہوم اور مضمون کے لحاظ سے ایک روحانی کیف سے پر تھی۔ بعض اشعار مکرر پڑھوائے گئے۔ اور آخر میں پھر درخواست کی گئی کہ ایک نظم اور پڑھی جائے۔ اس وقت میاں عبد الرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

از نورِ پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ

پرسرور لہجہ میں پڑھی۔ مکرمی خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر ناظر اعلیٰ نے بھی دو نظمیں پڑھیں۔ جن میں سے ایک ہندو مسلمانوں کے لئے درس اتحاد تھا۔ یہ مجلس شام تک قائم رہی اختتام جلسہ پر حاضرین جلسہ میں سے اکثر عمائد اور علم دوست

حضرت کے علاوہ شعراء نازک خیال نے اشتیاق و احترام سے ملاقات کی۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اس جلسہ میں شمولیت کو علمی و ادبی سرپرستی تو سمجھتا ہوں۔ مگر یہ تبلیغی شمولیت بھی تھی۔ آپ کا وجود سلسلہ عالیہ کی مجسم تبلیغ ہے اور پھر آپ کے کلام سے ادبی فائدہ ہوا۔ دوسرے دن حفیظ جالندھری اور بخاری صاحب شام کے کھانے پر مدعو تھے ان سے علمی اور ادبی تذکرہ رہا۔

نعت اور شعراء

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت کا مضمون زیر بحث آیا۔ بخاری صاحب نے اپنے روحانی تجربہ کا تذکرہ کیا۔ کہ نعت لکھنا لوگوں کو نہیں آتا۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے کان بند کر لینا چاہتا ہوں۔ جب کوئی میرے سامنے ایسی نعت پڑھتا ہے جس میں محض شاعرانہ رنگ اختیار کر کے زلف وکمر کی تعریف ہوتی ہے۔ حقیقت میں لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو دیکھا اور سمجھا ہی نہیں حضور نے فرمایا کہ یہ عدم معرفت کا نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات اور آپ کی قوت قدسی کی تاثیرات اور اخلاقی معجزات کو اگر دیکھا جائے اور ان کو بیان کیا جائے تو اس سے ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو انسان کے تزکیہ نفس کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نعتیہ کلام میں سے

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

سنائی گئی۔ حفیظ صاحب اور بخاری صاحب پر ایک کیفیت طاری تھی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہر شخص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت اور ربط رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس نعتیہ کلام کو سن کر اس میں ایک جوش اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور محبت کے اس رشتہ میں استحکام اور لذیذ نمود پیدا ہوتا ہے۔ دیر تک یہ مجلس گرم رہی۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ علم و ادب کے قابل قدر وجود ادبی اور روحانی لذت سے سرشار ہو گئے +

سکھوں کے مذہبی احساسات کا احترام

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ نمایاں امتیاز ہے کہ وہ دوسروں کے مذہبی احساسات کا از حد احترام کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اس کو اپنے اصول تبلیغ میں مدنظر رکھا تھا۔ اور مذہبی مناقشات اور جھگڑوں کے مٹانے کے لئے آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ کوئی اہل مذہب دوسرے مذہب پر حملہ نہ کرے۔ بلکہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ افسوس ہے دوسرے مذاہب کے لیڈروں نے اس وقت اس اصل اور اعلان کی پرواہ نہ کی۔ اور آج اس غفلت کا نتیجہ ہے۔ کہ حفاظت مذہب کے لئے قانون کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی اپنے عہد خلافت سے یہی سعی رہی کہ اس پر قوموں کو متفق کیا جائے۔ اس لئے کہ اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے۔ کہ دوسروں کے مذہبی احساسات کا احترام کیا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ ایک کتاب کی طرف قادیانی سکھوں کے ایک وفد کے ذریعہ مبذول کرائی گئی تھی۔ یہ کتاب احمدی جماعت کے ایک فرد ماسٹر شیخ عبد الرحمن صاحب نومسلم نے لکھی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کے متعلق مکمل تحقیقات کرائی۔ اور شملہ میں اس کے کاغذات آپ کے حضور پیش ہوئے۔ جس پر آپ نے سلسلہ کے نام پر کتاب مذکور کی ضبطی کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ اعلان الفضل میں دوسری جگہ شائع ہو گیا ہے۔ اس اعلان کے پڑھنے سے حضرت خلیفۃ المسیح کے عدل و انصاف اور مذہبی رواداری کی ایک بے نظیر مثال قائم ہوتی ہے۔ آپ نے اس امر کا قطعاً لحاظ نہیں کیا کہ لکھنے والا آپ کی جماعت کا ایک معزز فرد اور سلسلہ کے صیغہ تعلیم میں ایک پرانا کارکن ہے۔ بلکہ آپ نے حق کی تائید کی۔ اگر دوسرے مذاہب کے لیڈر اور رہنما اپنی قوم میں اس قسم کی سپرٹ پیدا کر دیں۔ تو مذہبی مناقشات کا ایک دن میں خاتمہ ہو جائے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے امام پر جائز فخر کرتا ہے۔ کہ اس کی رہنمائی میں اس کا مذہبی وقار یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے +

خاکسار عرفانی

ویدک قانون میں توہین وید کی سزا

اس وقت توہین مذہب کا سوال اہل ہند کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۵۳ الف کے شکنجے میں ہائی کورٹ پنجاب کے ایک جج کی ٹھوکر سے ملک کے کونہ کونہ میں اضطراب و بے چینی پھیل گئی۔ اور معقول پسند طبقہ ایک نئے اور واضح قانون کا مطالبہ کر رہا ہے۔ گورنمنٹ اس مطالبہ کی معقولیت کی بناء پر نئے قانون کا اعلان کر چکی ہے۔ اور عنقریب مستقل قانون پاس ہونے والا ہے۔ جس کی یہ وجہ نہیں کہ جن کتابوں پر مقدمات چلائے گئے وہ اس دفعہ میں نہ آتی تھیں۔ بلکہ یہ ہے تا آئندہ کسی جج کو کنور دلیپ سنگھ کی طرز فیصلہ اختیار کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ امید غالب ہے۔ کہ ایسا قانون ملکی فضا کو بہت حد تک مذہبی شورشوں سے محفوظ کر دیگا۔ اسی لئے تمام ہی خواہان ہند اس قانون کا نہایت بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ مگر آریہ عنصر اس پر چنداں خوش نہیں جس کی وجہ غالباً یہی خطرہ ہے جس کا اظہار پرتاپ (۲۶ر اگست) کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ہوتا ہے:-

"ہو سکتا ہے کہ نئے قانون کے ماتحت مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں پر زیادہ مقدمات قائم ہوں"

اسی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے اس مساوی نفع رساں قانون کی وضع کے متعلق آریہ اخبارات نے کوئی سرگرمی ظاہر نہیں کی بلکہ وضع ہونے والے قانون کے متعلق مختلف شوشے چھوڑ رہے ہیں اخبار پرتاپ "مذہبی آزادی کا دنا رونے کے بعد لکھتا ہے:-

"نئی دفعہ کے ماتحت دوسرا خطرہ یہ ہو سکتا ہے کہ سزا ضرورت سے زیادہ رکھی جائے۔ ۱۵۳ الف میں دو سال کی قید رکھی گئی ہے۔ مولانا محمد علی نے اپنی مجوزہ دفعہ میں تین سال کی قید تجویز کی ہے لیکن مسلمان اس سے مطمئن نہیں وہ اسے شرع کی سزا کے نزدیک لانا چاہتے ہیں" (پرتاپ ۲۶ر اگست)

اس اہم خطرہ اور ضرورت سے زیادہ سزا کے متعلق میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سب ویدک دھرم سے ناواقفیت کی وجہ سے لکھا جا رہا ہے۔ مجھے اس جگہ اس بحث میں پڑنا مقصود نہیں کہ گورنمنٹ کیا سزا مقرر کریگی۔ اور اسے کیا سزا مقرر کرنی چاہیئے مگر میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ جو بھی انتہائی سزا مقرر کریگی وہ ویدک دھرم کی رو سے "ضرورت سے زیادہ" نہیں قرار دیجا سکتی کیونکہ ویدک دھرم کا قانون وید کی توہین کرنے والے کے بارہ میں حسب ذیل ہے

(۱) منوجی مہاراج کا قانون:-

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت۔ اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" (ستیارتھ پرکاش باب ۳ صفحہ ۹۵)

(۲) وید کا حکم:-

"جو دوسرے ناستک۔ نندا کرنے والے جاہل اور مکار ہیں وہ سب اس جگہ سے کسی دوسری جگہ دور چلے جاویں۔ اور اس دوسرے مقام سے بھی کہیں دوسری جگہ چلے جاویں یعنی ادھرمی لوگ کہیں بھی نہ رہنے پاویں"

(رگوید ادھیائے ۲ منترہ ۵ دیباچہ بھومکا اردو صفحہ ۱۶۸)

(۳) سوامی دیانند کا ارشاد:-

"سچ تو یہ ہے کہ جنہوں نے ویدوں کی مخالفت کی اور کرتے ہیں یا کرینگے وہ جہالت کے اندھیرے میں پڑے ہوئے سکھ کے عوض جتنا سخت دکھ پاویں اتنا ہی تھوڑا ہے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ صفحہ ۴۶۲)

ویدک دھرم کی ان ہر سہ دفعات کے ماتحت توہین وید کی سزا جلاوطنی اور قتل ہے۔ تاکہ ایسے ناپاک وجود کہیں بھی نہ رہنے پاویں امید ہے کہ ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے تمام آریہ جاتی یک زبان ہو کر کہیگی کہ توہین مذہب کی سزا عبور دریائے شور اور قتل ہونی چاہیئے بجز اس کے ہم کوئی قانون نہ مانینگے۔ کیونکہ ہمارے مہرشی فرما گئے ہیں کہ بے وقوف ویدوں کے نہ جاننے والے جو فرائض بتلائیں ان کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہیئے" (ستیارتھ پرکاش باب ۵ صفحہ ۱۵۵) اب بھی اگر "پرتاپ" گورنمنٹ کی مقرر کردہ سزا کو ضرورت سے زیادہ بتلائیں تو ہمیں صرف ان کو بانی آریہ سماج کے یہ الفاظ سنانا کافی ہوں "جو اس کو سخت سزا جانتے ہیں وہ انتظام ملکی کے اصول کو نہیں سمجھتے"۔

(اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل)

۵ ویدوں کی برائی کرنے والا اور ان کو نہ ماننے والا ناستک کہلاتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۳ صفحہ ۹۵)

مذہبی رواداری کی بے نظیر مثال

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھوں کے مذہبی احساسات کا احترام

بحق سلسلہ احمدیہ ایک کتاب کی ضبطی کا اعلان

برادران - السلام علیکم

کچھ عرصہ ہوا - میرے پاس قادیان کے کچھ سکھ صاحبان بطور وفد آئے - اور انہوں نے شکایت کی کہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے کی کتاب "گورو نانک صاحب کا مذہب" میں انکے پیشواؤں پر حملہ کیا گیا ہے - میں یہ یقین نہیں کر سکتا تھا - کہ کوئی احمدی ایسا کرے - لیکن چونکہ بعض حوالہ مجھے ایسے سنائے گئے - جو میرے نزدیک واقعہ میں قابلِ اعتراض تھے - اس لئے میں نے انہیں تسلی دلائی - کہ اس کتاب کے متعلق تحقیق کر کے میں مناسب کارروائی کرونگا - اس وعدہ کے مطابق میں نے صیغہ تالیف و تصنیف کو توجہ دلائی - کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کر کے رپورٹ کرے - صیغہ کی رپورٹ کو پڑھنے - اور ان عبارتوں کے دیکھنے کے بعد جو رپورٹ میں نقل کی گئی ہیں - میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ گو یہ کتاب قانون کی زد میں نہ آتی ہو - مگر سکھوں کا دل دکھانے کے لئے کافی ہے ؛

میں اس امر کا قائل نہیں ہوں - کہ ہمیں صرف اس بات سے بچنا چاہیئے جو قانون کی زد میں آتی ہو - بلکہ ہمارے لئے گورنمنٹ انگریزی کے قانون سے بھی بڑا قانون ایک اور ہے اور وہ شریعت اسلام کا قانون ہے - اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم بدگوئی اور سخت کلامی سے احتراز کریں اور بچیں - اگر ہم سچے مسلمان ہیں تو ہمیں ایسی تحریر و تقریر سے بچنا چاہیئے - جو بدگوئی پر مشتمل ہو - مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تحقیق سے لکھا ہے - کہ وہ ایک ولی اللہ اور خدا رسیدہ بزرگ تھے - اور اسلام کے ماننے والے تھے پس ایسے بزرگ کے جانشینوں کو بغیر کسی قطعی ثبوت کے سخت الفاظ سے یاد کرنا حضرت مسیح موعودؑ کی تحقیق پر پانی پھیرنا ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک ہے - لیکن اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے - کہ سکھ مذہب گوروؤں کے زمانہ میں ہی بگڑ گیا تھا تب بھی کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا - کہ وہ دوسروں کے احساسات کا لحاظ نہ کرتا ہوا ایسے الفاظ استعمال کرے جو خواہ مخواہ ایک حصہ بنی نوع انسان کا دل دکھانے والے ہوں - خصوصاً ایک تبلیغی جماعت کا تو یہ فرض ہے کہ وہ سخت کلامی سے کام نہ لے - تا دوسری اقوام متنفر ہو کر اسکی بات سننے سے احتراز نہ کرنے لگیں - پس ان حالات میں جبکہ مجھ پر قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ اس کتاب کے صفحہ ۶۵ تک بہت سے ایسے الفاظ ہیں جو سکھ صاحبان کے دل کے دکھانے والے - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہیں ؛

میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ سلسلہ کے نام پر میں اس کتاب کو ضبط کرتا ہوں - آیندہ کسی سلسلہ کے اخبار میں اس کا اشتہار نہ چھپے - کوئی احمدی اسے نہ خریدے - اور جو خرید چکے ہیں وہ فوراً اس کتاب کو تلف کر دیں - اور جب تک اس کتاب کے سخت الفاظ بدل کر مہذب طریق سے مضمون کو پیش نہ کیا جائے - اس کتاب کی بندش رہے - اور نہ احمدی اسے خود خریدیں اور نہ دوسروں کو خریدنے کی تحریک کریں چونکہ اس سے پہلے بھی ماسٹر صاحب کو کہا جا چکا تھا کہ وہ ایسے طریق سے باز رہیں - جس سے اقوام میں منافرت پھیلتی ہو لیکن انہوں نے احتیاط کا طریق اختیار نہیں کیا - اس لئے میں اعلان کرتا ہوں - کہ آیندہ انہیں کسی اشتہار یا کتاب کے شائع کرنے کی اس وقت تک اجازت نہ ہو گی - جب تک کہ صیغہ تالیف و تصنیف اسے دیکھ نہ لے - اور اگر وہ بغیر منظوری کے کوئی تحریر شائع کرینگے - تو فوراً اس کے متعلق جماعت میں اعلان کر دیا جائے گا - کہ اسے کوئی نہ خریدے - میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے جماعت کے بعض لوگوں کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ سکھ صاحبان کی طرف سے بھی ایسے مضمون شائع ہو رہے ہیں - جن میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جاتی ہے - چونکہ مجھے ایسے مضمون دکھائے نہیں گئے میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی تازہ واقعہ ایسا ہوا ہے یا نہیں - لیکن اگر کوئی ایسا تازہ واقعہ ہوا ہے تو اس کو میرے سامنے پیش کرنا چاہیئے - اگر سکھ صاحبان ہمارے رسولؐ اور ہمارے مذہب کی توہین اور ہتک کرتے ہیں - تو میں اس کے خلاف اسی طرح آواز بلند کرونگا - کہ جس طرح آریہ کتب کے خلاف میں نے آواز بلند کی تھی - لیکن ایسے امور میرے سامنے پیش کرنے چاہئیں - ہر ایک شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے خیال سے ہی ایسا کام شروع کر دے - جو فساد کا موجب ہو سکتا ہو - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں ہمیں ہر ایک قربانی سے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے دریغ نہیں ہو سکتا - اور اس معاملہ میں ہم کسی سے ڈرنے والے نہیں - لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ بغیر اس کے کہ خلیفہ وقت کے سامنے جو اِن کاموں کا ذمہ وار ہے معاملہ کو پیش کیا جائے - آپ ہی آپ حقیقی یا خیالی مظالم کا بدلہ لینا شروع کر دیا جائے - اگر احمدیوں میں بھی اسی طرح ہونا ہے تو پھر کسی خلیفہ کی ضرورت ہی کیا ہے ؛

میرا تجربہ یہ ہے - کہ گو بہت سے سکھ پچھلی شورش میں دھوکہ کھا کر ظلم کرنے والوں کی حمایت میں کھڑے ہو گئے تھے لیکن بعض بڑے لیڈروں نے اس طریق کو ناپسند کیا ہے - اور صاف کہہ دیا ہے کہ ہم ان لوگوں کی تائید میں جنہوں نے ظلم کیا ہے - مسلمانوں سے لڑنے پر تیار نہیں ہیں - اور میں امید کرتا ہوں کہ جلد یہ فریق دوسروں کی آواز کو دبا دیگا ؛

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے مصنف اور لیکچرار آیندہ مجھے اس قسم کے اعلان کے شائع کرنے کا موقعہ نہ دیں گے - نہ صرف سکھوں کے متعلق - بلکہ تمام دوسرے مذاہب کے متعلق بھی ؛

والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

کنگرولے - شملہ ۲۷/۷/۷

مکتوب مکہ

حالات مکۂ معظمہ

(از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر)

حرم کا نظارہ

حرم شریف کی لمبائی ۲۵۷ قدم اور چوڑائی ۲۱۰ قدم ہے۔ اس کے وسط میں مربع صورت میں بیت اللہ کی سیاہ پوش عمارت ہے جس کے گرد دن رات عاشقان زار گھومتے اور موقع پاکر کہیں رکن یمانی کو چھوتے اور کہیں حجر اسود کو بوسہ دیتے کہیں حطیم کے اندر نماز پڑھتے اور کہیں ملتزم پر پردہ پکڑ کر خانہ خدا سے لپٹ کر دعائیں کرتے ہیں۔ میں اپنی عمر میں یہاں کا ایک منظر کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ وہ یہ کہ جب آستان حبیب پر جبّہ سائی ہو رہی تھی۔ جب دامن یار ہاتھ میں اور رخسارہ کعبہ کے پہلو پر تھا۔ اور پلو پکڑنے کی اور لڑ لگنے کی لاج کا سوال تھا۔ تو دائیں طرف کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دو نوجوان ترکی خواتین یوروپین نرسوں کے لباس میں کعبہ کی دہلیز کو پکڑ کر آنسوؤں کی جھڑیاں باندھ کر خاموشی سے لجاجت کے ساتھ عرض معروض کر رہی تھیں۔ جیسا کہ ترکی حاجیوں کی روایات سے معلوم ہوا۔ میرے ذہن کا انتقال اس طرف تھا۔ کہ دوسری دعاؤں کے ساتھ محمد فاتح کی بیٹیاں مصطفٰے کمال کی غیر اسلامی روش کی تبدیلی کے لئے بھی دست بدعا ہیں۔ میری عزیز ترکی بہنوں کے ساتھ ہی میرا ایک پنجابی بوڑھا سرخ ریش بھائی تھا۔ جو طاقت ضبط کو خیر باد کہکر بولا" او وڈی شان والیا" ان دونوں دائیں طرف کے نظاروں نے دل پر ایک اثر کیا ہی تھا کہ ایک عرب بدو نے جو برہنہ سر لانبے بال رکھے میلے کپڑے پہنے تھا۔ بائیں جانب سے غلاف کے رسہ کو پکڑ کر پکارا "رب طهر قلبي" پس دائیں بائیں کے نظاروں نے چوٹ لگائی۔ اور وہ کچھ مانگا جس کی ضرورت تھی۔ اور وہ کچھ طلب کیا جس کے لئے ہند سے سفر کیا تھا۔

ابوجہل کے گھر میں پاخانہ

حرم کے وسیع صحن میں اور ارد گرد کے برآمدوں میں آپ زائرین کی بڑی تعداد کو ہر وقت بیٹھا پائیں گے۔ ان میں حفاظ ہیں جو خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان میں وظیفہ کرنے والے ان میں گداگر اور ان میں دعائیں کرنے والے مرد و عورتیں بکثرت موجود رہتے ہیں۔ ان مختلف بلاد کے مہمانان خانۂ خدا میں سے بعض دن رات حرم ہی میں گذارتے ہیں۔ ایسے بلاکشان محبت میں سے میں نے ایک سے پوچھا بھائی آخر تم پاخانہ پیشاب کہاں کرتے ہو؟ اس نے میرے سوال کا جواب بلا تاخیر کمال سادگی سے دیا۔ "ابوجہل کے گھر میں" وہ یہاں نزدیک ہی ہے۔ اور اس میں پبلک لیٹرین ہے۔ یہ سادہ جواب مکذبین رسل کے بدانجام کی ایک مثال تھا۔ کاش پاکبازوں کے مخالف ان گذشتہ مثالوں سے فائدہ اٹھائیں ۔

جبل ابی قبیس کا رستہ

افریقہ سے مجھے محبت ہے اور حضرت بلال افریقین تھے جبل ابی قبیس پر ان کی اذان کی یادگار میں مسجد ہے پھر معجزہ شق القمر بھی اسی پہاڑی پر ظہور میں آیا تھا۔ اس کے نیچے صخرہ صفا ہے۔ اس پر جانے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور ہم محلہ بنو ہاشم کی طرف گئے۔ جاتے ہوئے حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر اور مولد فاطمۃ الزہرا کی ویران بے نشان جگہہ دیکھی۔ اس وقت مجھے خشک مُلّا یاد آئے۔ کیونکہ ان کے فتوؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک تاریخی گھر زمین سے ملا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس جگہ کو دیکھا۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مولد نبی ہے۔ یہاں سابقہ عمارت کی جگہ اونٹوں کے لیڈے اور کجاوے تھے۔ اور سرور کائنات کی یاد ان وجوہات پر غور کرا رہی تھی۔ جو اس یاد کے مسمار کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔ کہ ہمارا ایک بدوی بوڑھا بھائی آگیا۔ اس نے دعا کی اور ایک بیری کا درخت جو ابھی تک وہاں کھڑا ہے اس کی چھال لیکر کھا گیا۔ اب ہر نئی چیز میں شرک دیکھنے والوں کے پاس ایسے واقعات کافی دلیل ہیں۔ کہ بدعتوں کو مٹایا جائے۔ شعب ابی طالب کی تاریخی اہمیت کو یاد کرکے اور قریش کے مظالم پر غور کرتے ہوئے ہم نے حضرت علیؓ کے مسمار شدہ گھر کی جگہ کو کجاووں سے بھرا ہوا دیکھکر ان جذبات کے ساتھ جو ایک تعلیم یافتہ مسلمان کے اندر مسلمانوں کی ہر دو طرف سے انتہائی جہالت پر ہو سکتے ہیں جبل ابی قبیس پر چڑھنا شروع کیا۔ راستہ میں اس خیال نے تکلیف پہونچائی کہ ایک طرف تو توحید کے علمبرداروں نے انسانوں کے گھروں کو مقدس بناکر چومنا شروع کر دیا۔ اور دوسری طرف زور آور حکمرانوں نے اصلاح کی بجائے سرے سے اسلامی تاریخ کی اہم یادگاروں کو مٹانے ہی میں خیر دیکھی حالانکہ آسانی سے ان جگہوں کو یورپ کی ایسی جگہوں کی طرح محض یادگار کے طور پر لائبریریوں عجائب گھروں کی شکل میں تبدیل کرکے قائم رکھا جا سکتا تھا ۔

عرب کی لڑکی اور مصری ماں

جبل ابی قبیس پر چڑھتے ہوئے ایک عرب لڑکی اس کے بھائی اور ایک حبشی لڑکی نے ملکر

"حجاج یا حجاج یقبل حجکم"

ایسی آواز سے پڑھا کہ اس سے وجد آتا تھا۔ اور حبشی عرب لڑکی نے مجھے گولڈ کوسٹ کا ایک نظارہ یاد دلایا۔ جبکہ میرے جانے پر ایک جگہ لڑکے اور لڑکیوں نے ملکر گایا تھا۔

مرحبًا بك يا ضيف الله

قد جاء ما وعد الله

پہاڑی کی چوٹی پر جاکر دو نفل پڑھے۔ اور عربوں کی ایک ذو معنے مثال کے مطابق "طائف" دیکھا۔ یعنی شہر طائف نہیں بلکہ طواف کعبہ کرنے والے لوگ نظر آئے۔ اور معجزہ شق القمر کے وقوع پر غور کرتے ہوئے اور پھر حضرت بلال کے اسی جگہ اذان دیکر شق القمر میں عرب طاقت کے ٹوٹنے کی پیشگوئی کے عملی اعلان کرنے کا واقعہ یاد آکر اس تاریخی جگہ پر حاضر احمدیوں کو لطف دلاتا رہا۔ جبل قبیس سے اترتے ہوئے کوہ صفا کے اوپر پہاڑ کے دامن میں جو سیڑھیاں بنی ہیں ان پر مصری فلاحین عورتیں جارہی تھیں۔ ان میں سے ایک مصری ماں نے ہاتھ اٹھا کر محبت کے اظہار میں ایک چکر کاٹا۔ اور جو الفاظ میں اس بوڑھی اماں کے منہ سے سن سکا وہ یہ تھے۔

عاشق۔ جمال۔ رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم

اللہ اللہ ایک مصری ماں کا جذبہ محبت اور اس جگہ پر جس کے نیچے ایک مصری ماں نے پریشانی میں سعی کی تھی۔ اور وہ انعام پایا۔ جو حرم کعبہ کی عمارت اور حاجیوں کے عاشقانہ جذبات سے ظاہر ہے یہ مصری خواتین اس طرح گاتی اظہار محبت کرتی اور ایک عجیب آواز نکالتی ہوئی نیچے اتریں۔ اور ہم نے جبل قبیس پر چڑھتے عرب بچے کی دعا اور اترتے مصری ماں کا جذبہ محبت دیکھکر وہ سبق سیکھے۔ جو زندگی میں خوش قسمتی سے ہی میسر آتے ہیں ۔

شیخ سنوسی سے ملاقات

مکہ معظمہ میں ہماری ملاقات ٹیونس۔ شام کے بعض اخبار نویسوں سے اور خصوصاً الف باء کے ایڈیٹر سے اور پھر بعض بوڑھے سیاسی لیڈروں سے ہوئی۔ ان لوگوں کے چہروں پر مایوسی کا بیٹھنا عیاں تھا۔ اور وہ مسلمانوں کی بہبودی جس غلط سیاست میں دیکھتے تھے۔ اس کا آخری پتھر چاٹا جا چکا ہے۔ ایسے لوگوں میں جو شخص ابھی تک بظاہر دم خم سے ہے۔ وہ شیخ سنوسی اول کا فرزند موجودہ خلیفہ احمد سنوسی ہے۔ وہ اطالویوں سے جنگ جاری رکھکر آخری فتح کی امید رکھتے ہیں۔ مگر باقی لوگ ہتھیار ڈال چکے ہیں ۔

امام مہدی کا ظہور ہو گیا

شیخ سنوسی سے باتیں

کرتے وقت ان کو حیات مسیح کا قائل اور حضرت مسیح کے خود دوبارہ آنے مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے اور دجال کے ایک شخص ہونے وغیرہ مسائل کا اہل ظاہر کی طرح قائل پایا گیا۔ ان کے ملنے سے ہم پر وہ اثر نہیں ہوا۔ جو اس شان کے آدمی کی ملاقات کے بعد ہونا چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ۱۳۴۵ھ یا ۱۳۵۳ھ میں ظہور مہدی علیہ السلام مکہ معظمہ میں ہوگا۔ میں نے عرض کی کہ ۱۳۴۵ھ تو ہو چکا۔ اس کا کچھ جواب نہ دیکر شیخ نے "۱۳۵۳ھ تک ضرور آنا چاہیئے۔ بعد نہیں" کے جواب سے گفتگو ختم کردی ۔

کاش! یہ لوگ جانتے کہ آنے والا آچکا اور ۱۳۴۵ھ یا اس حج میں حضرت مہدی کا ظہور اس طرح پر ہوا کہ آپ کے خدام کافی تعداد میں حج کے لئے آئے۔ اور سلطان و اراکین حکومت اور قریباً ہر ملک کے مسلمانوں کو آپ کی جماعت کے عقائد اور حضرت مہدی علیہ السلام کے دعوے سے اطلاع ملی مبارک ہیں وہ جو قبول کریں ۔

انجمن ترقی اسلام قادیان کی بارآور مساعی

مسلمانوں میں بیداری کے آثار

جناب حافظ روشن علی صاحب اور مولوی عبدالغفور صاحب غیر احمدی حضرات کی درخواست پر ۲ ماہ حال کو ٹیکسلا تشریف لے گئے تھے۔ جہاں ایک عام جلسہ میں انہوں نے تقریریں کیں۔ جناب حافظ صاحب نے بتایا کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے۔ حاضرین نے لیکچر بہت پسند کیا۔ مولوی عبدالغفور صاحب نے ہندوؤں کے اس سلوک پر جو وہ مسلمانوں سے کر رہے ہیں۔ تقریر کی۔ اور اس کا علاج بھی ذہن نشین کر دیا ۔

ٹھوک فروش دوکان کی ضرورت

خدا کے فضل سے ٹیکسلا اور گرد و نواح کے مسلمان ترقی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ اس علاقہ میں ۳۴ دکانیں مسلمانوں کی کھل گئی ہیں۔ خاص ٹیکسلا میں ایک ٹھوک فروش اسلامی دوکان کی اشد ضرورت ہے۔ چونکہ قرب و جوار میں تقریباً ۸۰ گاؤں مسلمانوں کے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی دوست وہاں ٹھوک فروشی کی دکان کھولیں۔ تو بہت کامیابی کی امید ہے۔ علاوہ ازیں ہندوؤں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ کوئی ہندو دکاندار کسی مسلمان دکاندار کو سودا نہ دے۔ اور اس طرح وہ اس تحریک کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس خیال سے بھی ضروری ہے۔ کہ کوئی مسلمان ہول [illegible] دوکان کھولے۔ تقریباً پانچ ہزار کے سرمایہ سے کام شروع کیا جا سکتا ہے

یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا۔ کہ بعض افسر اس تحریک کی وہاں مخالفت کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی سیاسی تحریک نہیں ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبے وغیرہ

ایک اور جگہ سے اطلاع آئی ہے۔ کہ وہاں پر تقریباً ہر جمعہ کو عام مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں جنہیں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات۔ تقریریں۔ اور اشتہارات سنائے جاتے ہیں مسلمان متحد ہو رہے ہیں۔ اور کئی ایک جو پہلے اشد مخالف تھے۔ اخبار الفضل خرید کر پڑھتے ہیں

شکریہ

سامانہ میں مشترکہ کمیٹی قائم ہو گئی ہے۔ اور معززین اس میں شامل ہو کر خدمت دین کیلئے آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔

جناب شیخ فضل محمد صاحب۔ شیخ غفار بخش صاحب خانصاحب عبدالرحمن خانصاحب۔ خانصاحب محمد اکبر خانصاحب۔ صوفی فضل حق بیگ صاحب و صوفی عبدالحکیم صاحب۔ میاں جی اسد بندہ صاحب میاں جی عبدالرحمن صاحب۔ ملاں خدا بخش صاحب۔ سید مہدی حسین صاحب اور خانصاحب شمس الدین صاحب خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ وہ اپنے قیمتی اوقات اصلاح اور اتحاد بین المسلمین میں صرف کر رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ایک پنچایت کا فیصلہ

اسی سلسلہ میں ۲۲ اگست کو گڑھی نظیر میں زمینداروں کی بہبودی کے لئے ایک پنچایت کی گئی جس میں بائیس ۲۲ گاؤں کے زمیندار شامل ہوئے ترک سود۔ چھوت چھات اور پردہ پر زور دیا گیا۔ باہمی طے ہوا کہ جس کی عورت بازار میں خرید و فروخت کرنے جائے۔ اس سے پانچ روپے بطور تاوان وصول کئے جائیں ۔

حافظ آباد کے مسلمانوں میں بیداری

قبل ازیں مسلمانان حافظ آباد پر جمود اور سکون کی حالت طاری تھی۔ مگر اب خدا کے فضل سے اتنی بیداری ہے کہ لوگ حیران ہیں۔ ۲۲ جولائی کا جلسہ نہایت شاندار ہوا۔ اس کے علاوہ ۱۹۸ اگست کو بھی ایک عظیم الشان اسلامی جلسہ ہوا۔ حافظ جمال احمد صاحب اور مولوی اسد اللہ صاحب کے علاوہ کئی دیگر علماء بھی تشریف لائے احمدی مبلغوں نے نہایت دلآویز اور ولولہ انگیز تقاریر فرمائیں جن کا بہت عمدہ اثر ہوا۔ انجمن ترقی اسلام کی شاخ یہاں عمدہ پیمانہ پر جاری ہو گئی ہے مسلمان قطعی طور پر ہندوؤں سے سودا نہیں خریدتے۔ چھوت چھات پر مضبوطی سے عمل پیرا ہیں۔ اور دیہاتی مستورات جن کے سر پر اہل ہنود کی بڑی بڑی دکانیں چل رہی تھیں قطعی بند ہو گئی ہیں۔ کئی ایک مشکلات کے باوجود کام بہت عمدہ ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ بزازی کی ایک دو ٹھوک فروشی کی دوکانیں کھل جائیں۔ بہت کامیابی کی امید ہے۔ ۲۵-۳۰ ہزار کا سرمایہ چاہیئے۔ ہندو بزازوں نے درزیوں کو بھی جواب دیدیا ہے۔ اور ان میں باہمی کشمکش بھی ہے۔ راجپال کو جو کہ ان کے اس نقصان کا ذمہ دار ہے برا بھلا کہہ رہے ہیں ۔

اصلاح نفس کی تلقین

مستری مبارک علی صاحب کھیوڑہ سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی مبارک احمد صاحب نے ۲ ستمبر کو وہاں ایک درد انگیز تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو اصلاح نفس اور اشاعت اسلام کی طرف توجہ دلائی جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا ۔

نیروبی سے مسلم آؤٹ لک کی امداد

جناب عبدالعزیز صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سیکرٹری سنٹرل احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن نیروبی (ایسٹ افریقہ) لکھتے ہیں۔ کہ مبلغ ۱۲۵ شلنگ حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں برائے امداد مسلم آؤٹ لک بھیج رہا ہوں۔ چونکہ مرکزی تحریک یہاں دیر سے پہنچتی ہے۔ اس لئے دیر ہو گئی ۔

مظفر نگر میں لیکچر

سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ مظفر نگر اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۷،۲۸ اگست کو وہاں شاندار جلسہ ہوا۔ مولوی عبدالحمید صاحب دہلی سے آئے اور آپ نے تین لیکچر دیئے۔ جن کے موضوع اسلامی اور دیانندی تعلیم کا مقابلہ۔ مسلمانوں کی تنظیم اور اتحاد باہمی اور سوامی دیانند اور رسول اکرمؐ کی زندگی تھے۔ لیکچر بے حد مقبول ہوئے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ایک مولوی صاحب اس کامیابی کو نہ دیکھ سکے پہلے تو لوگوں کو شمولیت سے روکا۔ مگر جب کوئی اثر نہ ہوا۔ تو دیوبند گئے۔ اور فوراً ایک دو مولویوں کو لے آئے۔ جنہوں نے پبلک کے منع کرنے کے باوجود اختلافی مسائل پر تقریریں کیں۔ مگر لوگوں نے ان کی طرف چنداں التفات نہ کیا۔ اور ہمارے جلسوں میں برابر آتے رہے۔ حضرات شیعہ خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن مدد دی۔

راہوں میں لیکچر

ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے (نو مسلم) کے دو لیکچر راہوں میں ہوئے۔ پہلا اتحاد بین المسلمین پر اور دوسرا چھوت چھات اور اقتصادی اصلاح موضوع پر۔ گرو گرنتھ صاحب سے ثابت کیا گیا۔ کہ آخر کار سکھ مسلمانوں سے اتحاد [illegible]

ایک میلا میں چھوت چھات کی تحریک

فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ میلا ڈھنگ میاں جان محمد پر احمدی دوستوں نے چھوت چھات کی تحریک کی جس کا یہ اثر ہوا کہ سوائے سکھوں کے کسی نے بھی ہندو دکانوں سے سودا نہ خریدا۔ [illegible] ترک سودی قرضہ۔ چھوت چھات اور رسول کریمؐ کی فضیلت پر تقریر [illegible]

ایک آنریری مبلغ

حافظ محمد پہلوان صاحب موضع قتال پور سے حافظ ڈاکٹر محمد احسان صاحب آنریری مبلغ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ کہ حافظ صاحب موصوف نہایت تندہی اور سرگرمی سے کام کرتے ہیں۔ آپ موسم گرما کی مطلق پرواہ نہیں کرتے اور پیدل دورے کر رہے ہیں۔ آپ نے بکھی اور ریام ضلع جھنگ میں اتحاد بین المسلمین اور چھوت چھات پر ایک پر زور تقریر کی اور محضر نامہ پر کئی سو دستخط کرائے۔

چک [illegible] کے مسلمان

قریشی امیر احمد صاحب چک [illegible] ضلع شاہ پور کے متعلق لکھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے اس گاؤں میں مسلمان بیدار ہو چکے ہیں۔ تین دکانیں مسلمانوں کی کھلی ہیں۔ نماز کے وقت مسجد بھر جاتی ہے۔ اور آپس میں خوب اتحاد ہے۔ قادیان سے آمدہ پوسٹر و اخبارات سب کو سنائے جاتے ہیں ۔

سکھر میں تبلیغ اسلام

سیکرٹری صاحب انجمن تبلیغ اسلام سکھر مطلع کرتے ہیں۔ کہ یہ انجمن اپنا کام خوش اسلوبی سے کر رہی ہے۔ ۲ ستمبر کو مولوی محمد ابراہیم صاحب احمدی بقاپوری نے بعد نماز جمعہ ایک مؤثر تقریر فرمائی جس میں اہل اسلام کو اسلام کی حفاظت کی طرف متوجہ کیا۔ ایک عیسائی نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا

اگر آپ کو ہر قسم کی مذہبی کتابیں اور تبلیغی ٹریکٹ درکار ہوں۔ تو بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان سے طلب کریں

ساڑھے پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجیئے

تاکہ آپ کو دس نہایت مدلل اور مفید ٹریکٹوں کا بنا بنایا سلسلہ یا مجموعہ حجم ۸۰ صفحہ بھیجدیا جائے۔ جو کہ آریہ سماج کی تردید کیلئے بہترین ہتھیار ہے اس میں ویدوں کے ایسے ایسے سربستہ اور اندرونی راز ظاہر کئے گئے ہیں۔ کہ باید و شاید۔

ملنے کا پتہ:- بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

صرف چند نسخے موجود ہیں

بعض احباب "نیویں صدی کا بہشتی" کے خریدنے کے خواہشمند ہیں۔ چونکہ اب وہ ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے انہیں یہ کہیں سے بھی نہیں ملتی۔ لیکن میرے پاس اس کے چند نسخے موجود ہیں۔ خواہشمند احباب دو روپیہ فی نسخہ کے حساب سے منگوا سکتے ہیں۔ بعد ازاں یہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گی۔ بنا (مرزا نذیر علی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)

دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں

اگر آپکو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ قدر ہے۔ تو پھر آج سے ہی موتی سرمہ رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جسے ڈاکٹر اور حکماء بوقت ضرورت بذریعہ تار طلب کرتے ہیں۔ قیمت فی تولہ ۸/ (دو روپے آٹھ آنے) محصولڈاک علاوہ

آپ کے سرمہ کی جتنی تعریف کیجائے کم ہے

جناب چودھری عنایت اللہ خان صاحب سارٹر آر۔ ایم۔ ایس۔ لدھیانہ لکھتے ہیں۔ کہ مجھے ضعف بصر اور سرخی آنکھ کی شکایت تھی۔ اس کیلئے آپ کا سرمہ نہایت مفید ثابت ہوا۔ جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ براہ کرم ایک تولہ سرمہ اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں۔

پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

تحائف پشاور

مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں۔ مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی تنادیز۔ کلاہ پشاوری و بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرماویں۔ مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائے گی۔ یا اس کے بدلے حسب منشاء خریدار کو دوسری چیز دیجائے گی۔

المشتہر

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ بازار کریم پورہ پشاور شہر

سرور عالم

۲ حیات طیبہ رسول صلعم جس کے تمام مقتدر اخبار اور علامہ ابو الکلام اور محترمہ خدیجہ بیگم۔ ایم۔ اے جیسی ہستیاں بے حد مداح ہیں۔ اس کے ایک مسئلہ تعدد ازدواج پر انعامی مضامین کیلئے پونے چار سو روپے کے انعام تجویز کئے گئے ہیں قیمت ۱۲/ علاوہ محصول۔ کتاب کے ساتھ کافی تبصرہ قواعد انعام اور ٹکٹ انعامی بھیجا جاتا ہے۔ انا بشر رسول اکرم کے اسوہ حسنہ میں سجادہ نشینوں کیلئے سبق۔ قیمت ۱/ بشارت عظمیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے سوانح حیات کا مختصر اور جامع مرقع مع فوٹو قیمت ۶/ علاوہ محصول۔ فوٹو حضرت مسیح موعودؑ ۲/ تینوں کتابوں کے خریدار کو ایک فوٹو مفت۔ پتہ: ناظم دار التصنیف کپورتھلہ

سب جج صاحب بہادر کا پُرزور فیصلہ

آپ کا عرق اپنی دو لڑکیوں کو استعمال کرا چکا ہوں۔ میری بیوی کے بھائی نے بھی استعمال کیا تھا۔ تینوں چاروں کو اللہ کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا۔ اور پھر کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ واقعی آپ کا عرق طحال تاپ تلی۔ لیعنی طحال کیواسطے اکسیر ہے۔ اگر تمام پیٹ میں تلی پھیلی ہوئی ہو۔ تو صرف دو تین شیشیوں کے پینے سے بالکل آرام ہو جاتا ہے۔ تلی بہت جلد سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ تاپ تلی کے مریض اگر تمام دوائیاں چھوڑ کر آپ کا عرق طحال استعمال کریں۔ تو اللہ کے فضل سے ان کو بالکل آرام ہو جائے گا۔

فقط آپ کا خیر خواہ

شیخ محمد حسین سب جج چونیاں ضلع لاہور

قیمت فی شیشی ۱۲/ (خرچ وی پی ۶/) تین شیشی ۲/۱۰ (خرچ وی پی ۸/) چھ شیشی چھ روپے (۶/) خرچ وی پی سمیت۔

ملنے کا پتہ

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیر آباد پنجاب

حبّ اٹھرا

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا رہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (۱/۴) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں جو ایکدم منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب۔

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۷ء　　نمبر ۲۳ جلد ۱۵

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی تجاویز

مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق کی حفاظت کا انتظام

شملہ میں ۲۶ ستمبر تمام فرقوں کے لیڈروں کی جو کانفرنس مسئلہ اتحاد کے متعلق غور و خوض کرنے کے لئے منعقد ہوئی۔ اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ کو بھی شریک ہونے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اس میں حضور نے بعض امور ایسے پیش فرمائے۔ جن پر عمل کرنا اتحاد کے لئے ضروری ہے۔ ذیل میں ان کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:-

۱۔ ہر جماعت کو اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی اور دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی پوری آزادی ہونی چاہیئے لیکن ناجائز ذرائع نہیں استعمال کرنے چاہئیں ✣

۲۔ کسی جماعت کے مذہب یا بانیٔ مذہب یا دوسرے پاکباز لوگوں کے متعلق جن کو کوئی فرقہ قابل تعظیم سمجھتا ہو۔ گندی اور معاندانہ تحریروں اور تقریروں کا سد باب ہونا چاہیئے۔ اور کسی قوم کے مذہب پر کسی ایسے عقیدہ یا دستور کی بناء پر جس کو وہ قوم اپنے مذہب کا جزو نہ سمجھتی ہو۔ کوئی اعتراض نہ کیا جائے متعلقہ جماعتیں اس کے متعلق ذمہ وار سمجھی جائیں۔ اور ایسا کرنے والے کا اس کی قوم کی طرف سے بائیکاٹ ہونا چاہیئے۔ یا کوئی دوسری مناسب سزا اس کو ملنی چاہیئے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی قابلِ اعتراض تصنیف یا تحریر کو علانیہ تلف کر دے اور غیر مشروط معافی مانگے ✣

۳۔ ہر قوم کو مکمل آزادی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے افراد کی اقتصادی اصلاح کر سکے۔ اور کہ ان کو کاروبار کرنے یا دوکانیں کھولنے کی ترغیب دے۔ اور ان کی سرپرستی کی تحریک کرے۔ یہ بات خصوصیت سے مسلمانوں کی حالت پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ اور اقتصادی آزادی کے لئے ان کا تجارت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے ✣

۴۔ ممکن ہے کہ ہندو مسلمانوں سے اپنے بعض مذہبی عقاید کی بناء پر چھوت چھات کرتے ہوں۔ مگر مسلمانوں کی اقتصادی حالت پر اس کا بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے جو کہ آزادانہ ہندو دوکانداروں سے تمام اشیاء خریدتے ہیں۔ حالانکہ ہندو اکثر اشیاء مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ لہٰذا کسی دشمنی کے جذبات سے متاثر ہو کر یا انتقام کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ان کی اقتصادی اصلاح کے لئے ہم ان میں اس تحریک کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ان اشیاء کی دوکانیں کھولیں جو ہندو ان سے نہیں خریدتے۔ اور مزید برآں ہم اپنے ہم مذہب لوگوں کو یہ بھی تلقین کر رہے ہیں کہ وہ ایسی اشیاء صرف مسلم دوکانداروں سے لیں۔ چونکہ یہ تحریک مسلم قوم کے لئے ایسی ہی مفید ہے جیسے کہ سودیشی تحریک ہندوستان کے لئے سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اس سلسلہ میں ہماری کوششیں کسی انتقام یا دشمنی کی بناء پر نہ سمجھی جائیں ✣

۵۔ کسی قوم کے مذہبی یا سوشل عقائد سے کوئی تعرض نہ ہونا چاہیئے۔ اگر مسلمان گائے ذبح کرنا چاہیں۔ تو ان کو پوری آزادی ہونی چاہیئے۔ اسی طرح عیسائیوں سکھوں ہندوؤں کو سؤر مارنے یا جھٹکے کرنے یا باجہ بجانے میں پوری آزادی ہو۔ مگر کوئی فعل بھی ایسی طرز میں نہ ہونا چاہیئے جس سے دوسری قوم کے احساسات کے مجروح ہونے کا احتمال ہو۔ مثلاً مسلمانوں کو قربانی کی گایوں کا جلوس نہ نکالنا چاہیئے۔ یا کسی اور طرح بھی ان کی خواہ مخواہ نمایش نہ کرنی چاہیئے۔ اور یہی طریق سؤر یا جھٹکے کے متعلق ہونا چاہیئے۔ ہمارے خیال میں مسلمانوں کو باجہ بجائے جانے پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ مگر یہ نہایت انسب ہو گا۔ اگر کسی قانون کی رو سے عبادت کے وقت معابد کے سامنے باجہ بجانا ممنوع قرار دیا جا سکے

۶۔ مذہبی امور میں ہر قوم کو مکمل آزادی ہونی چاہیئے۔ اور اس اصل کو ہندو مسلم اتحاد کا ایک ضروری جزو قرار دینا چاہیئے۔ بدقسمتی سے اس وقت بھی بہت سی ایسی جگہیں ہیں۔ خاص کر پنجاب میں جہاں مسلمانوں کی قلیل آبادی کو اذان دینے یا مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح بعض دیسی ریاستوں میں تبلیغ کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں ✣

۷۔ پرائیویٹ بینکرز کا مروجہ ساہوکارہ طریق نہایت قابلِ اعتراض ہے۔ اور اگرچہ ایسے ساہوکار ہندو اور مسلم میں کوئی تمیز روا نہیں رکھتے۔ مگر پھر بھی زیادہ نقصان مسلمانوں کا ہی ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے سینکڑوں ہزاروں خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ بدقسمتی سے جب بھی ہم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو۔ گورنمنٹ کو اپریٹو بنکوں کے ساتھ لین دین کی تلقین کی۔ تو ہمیشہ ہم پر ہندوؤں سے بائیکاٹ کرانے کا الزام لگایا گیا۔ لہٰذا اس کے متعلق ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کو ایک ایسا قانون پاس کرانے میں جس کی رو سے پرائیویٹ ساہوکارہ باضابطہ ہو سکے ہماری مدد کرنی چاہیئے۔ اور ہماری کوششوں کو جو ہم مسلم رقیبوں میں مسلمانوں کے فائدہ کے لئے کو اپریٹو بنک کھلوانے کے سلسلہ میں کریں۔ فرقہ وارانہ

۸- مسلمان تعلیم میں بہت پیچھے ہیں - اس لئے وہ سرکاری ملازمتوں میں اپنا جائز حصہ نہیں حاصل کر سکتے - اور یہ ظاہر ہے کہ ان کی مدد کرنے کی بجائے ان کے راستہ میں روڑے اٹکائے جا رہے ہیں - جس کا یہ نتیجہ ہے - کہ مسلمانوں پر تمام ترقیوں کے دروازے عملی طور پر بند ہو گئے ہیں - اس لئے ہمارا مطالبہ ہے - کہ جہاں تک ہمسایہ اقوام کی طاقت میں ہے - اس معاملہ میں تناسب اعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کو سہولتیں بہم پہنچائی جائیں - اور جس طرح کہ ملازمتوں کو ہندوستانیوں کے لئے مخصوص کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے - مختلف قوموں کے تناسب کے لحاظ سے بھی ملازمتوں میں ان کی نیابت منظور کی جائے - اور ہر صوبہ میں ہر قوم کی نیابت اس کی تعداد کے لحاظ سے ہونا چاہیئے -

۹- یہ بات بطور اصل تسلیم کی جائے - کہ جس صوبہ میں جو قوم زیادہ تعداد میں ہو - وہ کونسل میں قلیل تعداد نہ رکھے - اور جب کسی قلیل التعداد قوم کو خاص مراعات دینا ہوں - تو یہ مذکورہ بالا اصول کے عین مطابق کیا جائے

۱۰- یونیورسٹیوں کے بارہ میں بھی یہی اصل ہونا چاہیئے - کیونکہ یہ ضروری ہے کہ ہر صوبہ کی ذہنی بالیدگی ایسی قوم کے سپرد کی جائے - جس کی تعداد اس صوبہ میں زیادہ ہو +

۱۱- صوبۂ سرحدی میں اصلاحات کا نفاذ اسی طرح اور اسی حد تک ہونا چاہیئے - جہاں تک کہ دوسرے صوبوں میں ہے - اور اس صوبہ میں ہندوؤں کو وہی حقوق دئے جائیں - جو مسلمانوں کو ان صوبوں میں ملے ہیں - جہاں وہ قلیل التعداد ہیں +

۱۲- سندھ اور بلوچستان ایک علیحدہ صوبے کی صورت میں تبدیل کر دئے جائیں - اور ہندوؤں کو وہی حقوق دئے جائیں - جو مسلمانوں کو ان صوبوں میں حاصل ہیں - جہاں وہ قلیل التعداد ہیں +

۱۳- چونکہ دیسی ریاستوں کو بھی برٹش انڈیا کے ہم پایہ ہونا چاہیئے - اس لئے یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے - کہ کسی ریاست میں وہاں کی حکمران قوم کو قطع نظر اس کی تعداد کے بعض خاص حقوق دئے جائیں - اور اس کو فوقیت ہونی چاہیئے بنا بریں حیدر آباد ہمیشہ ایک مسلم ریاست رہے - جس میں مسلمانوں کو فوقیت ہو - اور کشمیر ایک ہندو ریاست رہے - جہاں کہ ہندوؤں کو فوقیت حاصل ہو - میرے خیال میں حکمران قوم کو قطع نظر اس کی تعداد کے ۷۰ فیصدی حقوق ملنا چاہیئے +

۱۴- مختلف صوبجات کے اختیار خود انتظامی کے اصول کو اس شرط پر تسلیم کرنا چاہیئے - کہ ایسے صوبجات ہمیشہ مرکزی حکومت کے قواعد آئین کے اندر رہیں گے +

۱۵- مخلوط انتخاب کا طریقہ اصولاً صحیح ہے - مگر ہندوستان کی موجودہ حالت کے مطابق نہیں - اور ہمارے خیال میں یہ مسلم مفاد کے لئے خطرناک ہے بہر حال جماعت احمدیہ اور پنجاب کے مسلمان اور بعض دوسرے صوبوں کے مسلمان بھی فی الحال مخلوط انتخاب کے طریقہ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں - اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ جداگانہ انتخاب کا حق مسلمانوں کے لئے جاری رہنا چاہیئے - اور دوسری جماعتوں کو بھی جو اسے پسند کریں - ملنا چاہیئے - اس اصل کو کانسٹی ٹیوشن میں اس طرح شامل کیا جاوے کہ جب تک منتخب مسلم ممبران اسمبلی میں سے ¾ متواتر ۳ اسمبلیوں میں اس کی تنسیخ کے لئے رائے نہ دیں - نہ بدلا جائے - اور پھر مخلوط انتخاب کا طریقہ اس وقت تک اس صوبہ میں رائج نہ کیا جائے - جب تک ممبران کی کثیر تعداد اس کے مخالف ہو - اور کانسٹی ٹیوشن میں ایسی دفعہ موجود ہونی چاہیئے جس کی رو سے مخلوط انتخاب کا فیصلہ ہو جانے کے بعد بھی اگر کسی وقت مسلم ممبروں کی تین چوتھائی اس کو اپنے حق میں مضر خیال کرنے لگے اور پھر جداگانہ انتخاب کی طرف عود کرنا چاہے - تو اس معاملہ کا تصفیہ مسلمان رائے دہندگان کے مشورے پر چھوڑا جائے - تاہم مخلوط انتخاب بطور تجربہ ایک ایسے صوبہ میں رائج کیا جائے جس کی قلیل التعداد اقوام اس کے رواج کو پسند کریں - مثلاً بمبئی میں یہ ہو سکتا ہے - اگر سندھ کو اس سے علیحدہ کر دیا جائے +

۱۶- مذہبی امور میں سے کوئی بات فیصلہ نہ کی جائے - جب تک اس قوم کے تین چوتھائی ممبر جس پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے - اس کے حق میں رائے نہ دیں اور فیصلے کرنے کے بعد بھی اگر اتنی ہی تعداد ممبروں کی اس کو چھوڑنا چاہے - تو اس کو چھوڑ دیا جائے +

۱۷- اس وقت تمام فرقہ وارانہ مخالفت اور لڑائیوں میں ایک قوم دوسری کو پیش دستی کا الزام دیتی ہے - اس لئے یہ ضروری ہے کہ اتحاد کانفرنس کے آخری فیصلہ سے پہلے یا تو یہ طے ہو جائے کہ تمام مصائب کی ذمہ داری کس قوم پر ہے - یا پھر یہ طے ہو جانا چاہیئے - کہ اگر آئندہ کوئی رنجدہ واقعہ ہو - تو کسی فریق کو گذشتہ واقعات کا حوالہ دینے کی اجازت نہیں ہوگی - ورنہ فطرتاً یہ خیال پیدا ہوگا - کہ ذمہ داری کے اظہار کے ذریعہ صلح کی جا رہی ہے +

۱۸- ہر صوبہ میں ایک بورڈ بنایا جائے - جس کی شاخیں تمام اضلاع میں ہوں اور جب کبھی کوئی فرقہ وارانہ مخاصمت پیدا ہو - تو لوکل بورڈ کے ممبروں کو فوراً جائے وقوع پر پہونچکر تفتیش کرنا چاہیئے - اور جس قوم کی طرف سے ابتداء ثابت ہو اس کے لیڈروں کو اسے مناسب سزا اور مظلوم پارٹی کو ہر ممکن طریق سے مدد دینی چاہیئے +

۱۹- انڈین نیشنل کانگریس صحیح معنوں میں قومی جماعت ہونی چاہیئے - اور ہر خیال اور عقیدہ کے لوگوں کو اس کا ممبر ہونے کی اجازت ہو - اور حلف وفاداری صرف انہیں الفاظ میں لیا جانا چاہیئے - کہ

"میں اپنے آپ کو ہندوستانی سمجھتا ہوں - اور ہمیشہ ہندوستان کی بہبودی کو مدنظر رکھوں گا"

اس کے سوا ممبری کے لئے کوئی شرط نہیں ہونی چاہیئے - تاکہ ہر خیال اور عقیدہ کے لوگ اسمیں شامل ہو سکیں - بیشک کثیر التعداد جماعت کو کانگریس کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیئے - مگر جیسا کہ برٹش پارلیمنٹ میں دستور ہے - مخالف پارٹیوں کو اپنے خیال کے مطابق کام کرنے کی آزادی ہونی چاہیئے - ہمارے خیال میں صرف یہی طریقہ ہے جس سے کہ ہندوستانی متحد ہو سکتے ہیں

۲۰- ہر قوم یا فرقہ کو اس کی اپنی تنظیم سے متعلقہ باتوں میں کامل آزادی ہونی چاہیئے - تاکہ وہ اپنے مفاد کی حفاظت کر سکے +

کنگسلے شملہ
یکم ستمبر ۱۹۲۷ء

مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے مطبع الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

وصیتیں

۲۵۶۴ میں رشید احمد ولد علی بخش قوم بافندہ ساکن ماہل پور ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد للعہ ۳۱ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۲/۳ رشید احمد موصی بقلم خود گواہ شد غلام نبی احمدی نائب مدرس مڈل سکول ماہل پور بقلم خود گواہ شد غلام حسین سکنہ ماہل پور بقلم خود

۲۶۶۷ میں عبد المجید احمدی ولد شیخ عبد الرحیم صاحب قریشی ساکن دہلی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جون ۱۹۲۷ء کو اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک قطعہ زمین قیمتی سا ۳۵ روپیہ کی قادیان میں ہے۔ اور ماہوار آمد ۱۰۲ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی متروکہ جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ العبد عبد المجید احمدی بقلم خود ۵۴ لیک سکوئر نئی دہلی۔ گواہ شد غلام حسین احمدی بقلم خود ہیڈ ڈرافسمین سنٹرل آفس نئی دہلی گواہ شد عبد الحمید سکرٹری تبلیغ ۵۴ لیک سکوئر نئی دہلی۔

۲۶۵۹ میں عبد المجید خاں ولد قدرت اللہ خاں مرحوم قوم عمرزئی عمر ۳۹ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج ۸ جولائی ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری جائداد متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۱) موجودہ حالت میں میری جائداد صرف ایک مکان پختہ معہ بالاخانہ کے محلہ دار الفضل میں واقعہ ہے۔ جس کی موجودہ قیمت دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر مذکورہ بالا مکان کے علاوہ میری کوئی اور جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہو۔ تو انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ کہ اس کے دسویں حصہ پر قبضہ کرے۔ (۳) میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ میں تازیست اپنی آمدنی کا بھی دسواں حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ فقط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ العبد عبد المجید خاں کمپونڈر سول ہسپتال کوئٹہ بلوچستان گواہ شد۔ محمد عبد اللہ سب اسسٹنٹ سرجن امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ گواہ شد۔ محمد امیر عفا اللہ عنہ اسسٹنٹ آرسنل کوئٹہ سیکرٹری مال کوئٹہ +

۲۶۶۵ میں حافظ محمد عبد اللہ ولد میاں امام الدین شیخ انصاری ساکن گہمن عمر ۳۰ سال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ ماہوار آمد للعہ ۴۰ ہے میں تازیست اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یکم مئی ۱۹۲۷ء العبد حافظ محمد عبد اللہ ٹیچر ڈی۔بی۔ ہائی سکول نکودر۔ گواہ شد عبد الکریم بہادر حقیقی۔ گواہ شد:۔ عبد العزیز مولوی فاضل عربک ٹیچر ڈی۔بی۔ ہائی سکول نکودر +

36

محضر نامہ پر دستخط کنندوں کی تعداد

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

اخبار الفضل مجریہ ۱۳ ستمبر میں بتفصیل محضر نامہ پر دستخط کنندگان کی تعداد شائع ہو چکی ہے - پنجاب ۳۰۶۷۰۴ سرحد ۱۸۳۹۱ کل ۳۲۵۰۹۵ - ۱۰ ستمبر سے ۱۲ ستمبر تک صرف مندرجہ ذیل تعداد دستخط کنندگان موصول ہوئی ہے۔

علاقہ پنجاب

(۱)	گورداسپور	۸۵۴
(۲)	شاہ پور سرگودھا	۳۲۵۳
(۳)	گجرات	۱۶۷۵
(۴)	فیروزپور	۳۰۰۳
(۵)	جالندھر	۲۸۹۶
(۶)	منٹگمری	۶۸۰
(۷)	جہلم	۲۵۸۸
(۸)	ڈیرہ غازیخان	۹۸۹
(۹)	گوڑگانواں	۲۳۶
(۱۰)	کوئٹہ	۳۶۸
(۱۱)	کرنال	۹۸۳
(۱۲)	سہارنپور	۲۱۷
(۱۳)	کانگڑہ	۶۰۹

سرحد

(۱)	کوہاٹ	۹۰
(۲)	پشاور	۵۱۶۰
	کل تعداد موصول شدہ پنجاب سرحد	۲۳۶۰۱
	تعداد سابقہ	۳۲۵۰۹۵
	کل میزان	۳۴۸۶۹۶

احباب فوری توجہ فرمائیں - اور جلد مطلوبہ تعداد پوری کر دیں - ۲۱ ستمبر کے بعد ہرگز کوئی موقعہ نہیں ملیگا -

فتح محمد سیال ایم اے

سکرٹری ترقی اسلام قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— ناگپور ۷ ستمبر ایک سرکاری اطلاع میں جو فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق شائع کی گئی ہے - اس غیر سرکاری بیان کی تصدیق کی گئی ہے - جو فسادات ناگپور کے متعلق شائع کیا جا چکا ہے - کل تک مقتولین کی تعداد ۲۲ اور مجروحین کی ایک سو تھی -

—— شملہ ۸ ستمبر مجلس اتحاد کی سب کمیٹی ایجنڈا مرتب کرنے میں مصروف ہے - ہندوؤں کے متنازعہ فیہ مسائل حسب ذیل ہیں -

(۱) قربانی گاؤ - (۲) شارع عام میں سے قربانی کے لئے گایوں کا لے جانا - (۳) گائے کے گوشت کی فروخت (۴) فرقہ وارانہ فسادات قتل - (۵) مساجد کے روبرو باجہ بجانا - (۶) مذہبی مراسم کی ادائگی - (۷) اشتعال انگیز تقریریں - (۸) مسجد کے قریب مندر کی تعمیر اور مندر کے قریب مسجد کی تعمیر (۹) پیشوایان مذاہب کی توہین پر مشتمل مضامین اور تقریریں - (۱۰) فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے لئے مسجد یا مندر کا استعمال (۱۱) دہلی میں مشترکہ بورڈ کا قیام (۱۲) لوکل بورڈ کا قیام - (۱۳) ملک میں قیام امن و امان کی تلقین کے لئے وفود کا ارسال (۱۴) جبری تبلیغ یا شدھی - (۱۵) قبائلی علاقوں سے ہندوؤں کا اخراج -

—— ملتان ۸ ستمبر - سید زین العابدین شاہ مدیر "ترجمان" کو تعزیرات ہند کی دفعہ نمبر ۱۵۳ (الف) کے ماتحت ملک معظم کی رعایا کے مابین نفرت و حقارت کے جذبات پھیلانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے -

—— دہلی ۸ ستمبر - آل انڈیا آریہ لیگ کے ایک اجلاس میں قرار پایا - کہ ہر ایک آریہ سماجی سے اس امر کا تحریری عہد لیا جائے کہ میں "ستیارتھ پرکاش" کی ایک کاپی ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا - اور اس کی تعلیمات کی اشاعت کروں گا - اور اس مقدس کتاب کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دونگا - حلف نامہ کے آخری الفاظ حسب ذیل ہیں -

"ستیارتھ پرکاش کی حفاظت کے لئے میں ہر وقت آل انڈیا آریہ لیگ کی ہدایت کے ماتحت کام کرنے کو تیار ہوں گا"

—— لاہور ۹ ستمبر - دیوان چمن لال ممبر اسمبلی کے مکان پر کمیونسٹوں کے کچھ کاغذات ہیں - کل ڈپٹی کمشنر لاہور نے وارنٹ جاری کر کے ان کے مکان پر چھاپا مارا - تلاشی کے بعد ایک دستاویز ملی جو ممنوع قرار دی جا چکی ہے -

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

دوسری تحریک یہ تھی - کہ جناب وائسرائے بہادر کو مجلس اتحاد کے لئے دعوت دی جائے - اس تحریک پر موافق و مخالف خیالات کا اظہار ہوتا رہا - اور آخر یہ قرار پایا - کہ یہ تجویز مشترکہ اجلاس میں طے ہونے کے قابل ہے - عام مشترکہ اجلاس میں نہیں بلکہ چند خاص ہندو و مسلم لیڈروں کی مجلس میں ان دو امور پر ہی بحث نے اسقدر وقت لے لیا - کہ ہندو صاحبان کے مطالبات پر مزید غور نہ ہو سکا -

سب کمیٹی کا اجلاس اور عام اجلاس

ایجنڈا تیار کرنے والی سب کمیٹی کا اجلاس ۳ بجے شروع ہوا - اور بعض بعض وقت ایسی حالت پیدا ہو جانیکا خطرہ تھا - کہ مزید غور و بحث کا خاتمہ ہو جائے - لیکن اسے آخر تک نبھانے کی کوشش کی گئی - اور ۵ بجے حسب معمول مشترکہ اجلاس برہم مندر میں ہوا - لیکن اس مشترکہ اجلاس میں یہ سنکر افسوس ہوا کہ ابھی تک بعض امور میں سب کمیٹی کے ممبروں میں اختلاف ہے - اسلئے ایک اور موقعہ دیا گیا - تاکہ وہ آخری نتیجہ پر آ سکیں - اس تحریک کے نتیجہ میں بالآخر بعض احباب کے اظہار خیالات کے بعد طے ہوا کہ سب کمیٹی کا اجلاس ابھی ہو اور مشترکہ اجلاس کل ۹ ستمبر ۱۹۲۷ء کو دس بجے ہو - اور اس پر جلسہ ختم ہو گیا - اور سب کمیٹی کا اجلاس ہوتا رہا - اور ۹ بجے کے قریب ختم ہوا -

میں نے محض واقعات کو نہایت مختصر طور پر لکھ دیا ہے میں اپنی رائے کو ابھی محفوظ رکھتا ہوں - حضرت خلیفۃ المسیح ذاتی طور پر مجلس اتحاد کو کامیاب بنانے اور اسے عملی صورت دینے کیلئے ہر طرح تیار اور آمادہ ہیں - اور ملک میں فضائے امن پیدا کرنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کو اٹھا نہ رکھیں گے - قیام شملہ نے کچھ شک نہیں آپ کی بے حد مصروفیت کے باعث آپ کی صحت پر ایک اثر ڈالا ہے لیکن سلسلہ کے وقار اور عظمت کا سکہ دلوں پر بیٹھ گیا ہے جماعت جو کام کر رہی ہے - لوگ محسوس نہیں بلکہ اعتراف کرتے ہیں - کہ اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی بھلائی کیلئے یہ عملی جماعت ہے - اس سفر کے نتائج اور برکات انشاء اللہ جلد ظاہر ہو جائیں گے - اور مسلمانوں میں اخوت کی تحریک عملی صورت پیدا کر کے ان کی اقتصادی اور سیاسی اصلاح میں نمایاں نتائج پیدا کریگی - جماعت کے لئے وقت آ گیا ہے - کہ وہ اپنی کوششوں کو پہلے سے بہت زیادہ تیز کر دیں - خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت قریب ہے - اپنے آپکو اسکا جائز حقدار بناؤ - آج ۹ ستمبر کو ۱۰ بجے مجلس اتحاد کا اور شام کو مسلم لیگ کا اجلاس ہونے والا ہے - جس میں شمولیت کیلئے مسلم لیڈر آ رہے ہیں - (عرفانی)

درخواست دُعاء

میرے سابقہ وطن بلانی ضلع گجرات کے بہت پرانے احمدی راجہ شیرباز خان صاحب جنہیں مدت العمر احمدیت کی وجہ سے اپنی راجپوت برادری کی طرف سے بہت تکالیف اٹھانی پڑیں - بیمار ہو کر تپ محرقہ بیمار ہیں - احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

(ایڈیٹر)

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا